ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

9 ذوالقعدہ 1435ھ —— ستمبر 2014ء

منکرِ ختمِ نبوت کا حشر

قادیانیت پہ کر سکتا ہے وہی انتقاد
منقلِ جاں میں ہے جس کی شعلہ زن جوشِ جہاد

جو رہا ہے عمر بھر زندانی زلفِ فرنگ
جس کو انگریزوں نے دی رہ رہ کے اس جذبے کی داد

جو رسول اللہ کے ناموس پر قرباں ہوا
نامرادی میں بھی جو ثابت ہوا بامراد

جانتا ہے جو غلام احمد کی الماری کا بھید
پرزے پرزے کر دیا مرزا کا جس نے اجتہاد

جان سکتا ہے وہی مرزائیوں کی عاقبت
جس کے ہے پیشِ نظر حشرِ ثمود انجامِ عاد

منکر ختم نبوت کے مقدر میں ہے درج
ذلت و خواری و رسوائی الٰی یوم التناد

مولانا ظفر علی خانؒ

- قربانی......حکمت اور مسائل واحکام
- صحابۂ کرام، خصوصاً سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے سیدنا علی اور خانوادہ حسنین رضی اللہ عنہم کی متواتر رشتہ داریاں
- سانحہ گوجرانوالہ......پس منظر، پیش منظر
- طارق فتح سے منیر رپورٹ تک

گوشۂ امیر شریعت رحمہ اللہ

- امرتسر میں خلیفۂ قادیان کی آمد......اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کا تعاقب
- مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ہاتھ پر علماء اور عوام کی بیعت
- کیمبرج یونیورسٹی ہال میں معرکۂ ختمِ نبوّت ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ کی تلاوت اور قادیانیوں کے جلسے کی ناکامی

روح افزا
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.
اور کیا چاہیئے!
Brands
Award
2011-2012
Pakistan Standards

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ ...

بانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 25 شمارہ 9 | ستمبر 1435ھ ـــ ذوالقعدہ 2014ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

تشکیل

دل کی بات:	ریاست، جبر اور عوام	صبیح ہمدانی	2
شذرات:	سانحہ گوجرانوالہ..... پس منظر، پیش منظر	عبداللطیف خالد چیمہ	4
افکار:	ارمغانِ ابوذرؒ (مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ)	ادارہ	6
//	طارق فتح سے منیر رپہ ٹ تک	سیف اللہ خالد	7
ادبیات:	امّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	پروفیسر خالد شبیر احمد	11
//	سلام شہدائے ختمِ نبوت	مولانا مجاہد الحسینی	12
//	امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	عارف رضا	13
//	ضیغمِ احرار شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ	جعفر بلوچ مرحوم	14
دین و دانش:	قربانی..... حکمت اور مسائل و احکام	مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ	15
//	صحابہ کرام، خصوصاً سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے سیدنا علی اور خانوادہ حسنین رضی اللہ عنہم کی متواتر رشتہ داریاں۔ (قسط: 1)	مولانا نور الحسن کاندھلوی	23
گوشہ امیر شریعت	• امرتسر میں خلیفۂ قادیان کی آمد..... اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کا تعاقب	سید محمد کفیل بخاری	28
	• کیمبرج یونیورسٹی ہال میں معرکۂ ختمِ نبوت ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری کی تلاوتِ قرآن اور قادیانیوں کے جلسے کی ناکامی	//	32
	• مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ہاتھ پر علماء اور عوام کی بیعت ایک تاریخی جلسے کی خبر	//	40
شخصیت:	رئیس الاحرار، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ	شورش کاشمیری	42
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط: 39)	پروفیسر خالد شبیر احمد	46
مطالعۂ قادیانیت:	مرزا قادیانی کے رنگ برنگے شیطانی الہامات	مولانا عبداللطیف مسعود رحمہ اللہ	54
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	57
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	63

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

حضرت پیرجی ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقاءِ فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید صبیح الحسن ہمدانی

sabeeh.hamdani@gmail.com

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

تزئین

محمد نعمان سنجرانی

nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک ـــــ 200/- روپے

بیرونِ ملک ـــــ 4000/- روپے

فی شمارہ ـــــ 20/- روپے

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات

صبیح ہمدانی

جمہوریت، جبر اور تہذیب

وفاقی دارالحکومت میں گذشتہ دو ہفتوں سے جاری اوپن ایئر تھیٹر کی روز شبکو ہونے والی کھڑکی توڑ نمائش جاری ہے۔ بے شک اس میں عقل والوں کے لیے بہت کچھ سامانِ عبرت ہے۔ طاہر القادری اور عمران خان مع ساز و آواز و ہم نوا، اپنی موعودہ آزادی اور اپنا پیارا انقلاب حاصل کرنے کے لیے اسلام آباد میں جمع ہیں۔ پاکستانی ریاست کے خلاف عوام کے کسی طبقے کا یوں اکٹھا ہو جانا پہلی بار نہیں ہوا، تاہم اس بار حکومتی و ادارہ جاتی ردِعمل البتہ نیا اور انوکھا ہے۔

پاکستان میں ریاست اور اُس کے اداروں کے خلاف عوامی احتجاج کا پہلا سب سے بڑا نمونہ ۱۹۵۳ء کی تحریکِ مقدس تحفّظِ ختمِ نبوّت کی شکل میں سامنے آیا۔ نوزائیدہ اسلامی مملکت کے مسلمان اپنے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی منصبی عزت و ناموس کی حفاظت چاہتے تھے، اس جرم میں اُن کو ریاستی استبداد کی تعزیروں کا سامنا کرنا پڑا۔ تحریک کو سختی سے کچل دیا گیا۔ مارشل لا لگایا گیا، دس ہزار مسلمانوں کو شہید کر کے لاشیں جلا کر راوی میں بہا دی گئیں۔ ساٹھ کی دہائی میں جنرل ایوب خان کی آئینی و (بنیادی) جمہوری حکومت کے خلاف عوامی احتجاج ہوا، ریاست نے ممکنہ حد تک سختی اور جبر کا مظاہرہ کیا۔ اسی دہائی کے آخر میں مشرقی پاکستان اور بلوچستان میں ریاست نے اپنی رٹ بحال رکھنے کے لیے باقاعدہ فوجی ایکشن کیے، حتیٰ کہ مشرقی بازو کو خود سے کاٹ کر پھینک دینا بھی گوارا سمجھا گیا۔ بھٹو صاحب کے سول مارشل لا کے خلاف احتجاج ہوا یا پھر ایم آر ڈی کی تحریک چلی، جبر و تشدد اور سختی کا یہ سلسلہ ہمیں چلتا ہی نظر آتا ہے۔ یہاں تک کے ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو کر اسلام آباد کی لال مسجد کے سامنے پہنچ جاتے ہیں۔ لال مسجد کی لالی کون بھولا ہو گا اور کون بھول سکتا ہے؟ پھر خروٹ آباد ہو سوات ہو کہ وزیرستان و خیبر و مہمند و اورکزئی، ریاست کی رٹ کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے۔

جمہوریت اپنی نہادِ حاکمیت میں کس قدر جابرانہ اور غاصبانہ نظامِ حکومت ہے، اس حقیقت کو جاننے کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی موجودہ و گذشتہ تاریخ کا مطالعہ نہایت کافی ہو گا کیوں کہ اللہ رکھے سونی دھرتی بھی ایک جمہوری ریاست ہی ہے۔ لیکن اس بار حکومت طاقت کا استعمال نہیں کر رہی اور عوام کالانعام کے سامنے اپنی رٹ کو بحال کرنے میں اپنے ۶۷ برس کے ریکارڈ کے برخلاف (تادمِ تحریر) نہایت تحمل کا مظاہرہ کر رہی ہے۔

اس سلسلے میں ایک بنیادی بات تو یہ ہے کہ جمہوری نظامِ حکومت صرف اُس وقت ہی اپنی تشدد آمیز صلاحیتوں کو ظاہر کرتا ہے جب جمہوریت کے مقابلے میں ایک غیر جمہوری نظریہ سرگرمِ عمل ہو۔ واضح ہو کہ جمہوریت ایک خاص تہذیب کے ساتھ لازم و ملزوم ہے، جس کی اکلوتی شرط یہ ہے کہ وہ بین الاقوامی (یا مغربی، ایک ہی بات ہے) اجتماعیت کے لیے قابلِ قبول ہو۔ مثلاً اُس میں مرد و زن کا آزادانہ و مساوی اختلاط ہو، موسیقی و رقص ہو، رات کی تہذیب ہو، ہیومن رائٹس ہوں، فریڈم ہو، ٹالرنس ہو وغیرہ وغیرہ۔ پس جو شخص تہذیبی سطح پر اس سب سے موافقت کر لے گا اُس کو اپنے قول و

فعل میں جمہوری ہی سمجھا جائے گا اور اُس کو آخری درجے تک برداشت کر کے اُس کے خلاف طاقت کے استعمال کو حتی الامکان ملتوی رکھا جائے گا۔ اسی تہذیبی عمل کے مظاہر ہمیں مقیمان کنٹینزان کے ہاں بکثرت نظر آتے ہیں ۔

دھرتی کا دل ڈول رہا ہے، وقت کا پنچھی بول رہا ہے
سورج آنکھیں کھول رہا ہے، شاعر موتی رول رہا ہے
ناچ چھنا چھن ناچ......اے تہذیب کی بیٹی
تاک دھنا دھن تاک......اے اسلاف کے وارث

دوسری بنیادی وجہ، جو درحقیقت پاکستان کی کہانی کا دیباچہ بھی ہے اور اختتامیہ بھی، پاکستان کا ہنوز سامراج کی زیر قبضہ مملکت ہونا ہے۔ ریاستِ پاکستان اور اس کے تمام بھاری بھرکم ادارے اپنے ماضی وحال میں اپنے مقدر کا فیصلہ کرنے کے لیے کبھی آزاد نہیں رہے۔ یہاں پر ہمیشہ وائسرائے ہی فیصلہ سازی کرتے رہے ہیں اور وائسرائے کا عہدہ عموماً ریاستی سٹیک ہولڈرز میں سے سب سے زیادہ تگڑے اور مستحکم گلو بٹ کے حوالے کیا جاتا ہے۔ موجودہ حالات کے تناظر میں ہزایکسی لینسی وائسرائے بہادر کی شناخت کرنا تو بہت آسان ہے۔ چنانچہ دربارِ گہر بار سے جو طے ہوگا وہی عمل میں آئے گا۔ کیسی حکومت اور کیا اُس کا پارلیمان اور کیا اُس کے فیصلے۔ ہیں جی؟

کیسا دل اور کیا اُس کے غم جی
یوں ہی باتیں بناتے ہیں ہم جی

معاصر منظرنامے میں ہماری بھی کچھ امیدیں ہیں اور کچھ خواہشیں، کچھ خواب ہیں کچھ حسرتیں۔ جی ہاں! ہماری۔ ہم جو اس خطۂ ارضی کے بےنوایانِ بےنیاز و بےسروکارانِ کارِسرکار ہیں، ہمارے خواب۔ آخر خواب دیکھنے پر پابندی تو تحفظِ پاکستان آرڈیننس میں بھی نہیں لگائی گئی (از رہِ الطافِ خسروانہ)۔ یہ ملک ہمارا وطن ہے، زمین کے اس ٹکڑے سے ہماری وابستگی درباروں اور تاج وتخت سے نام وانعام پانے والوں سے بڑھ کر ہے۔ لیکن ملک اور اس کے ریاستی ڈھانچے میں فرق ہوتا ہے۔ وطن سے محبت کا مطلب ہرگز نہیں کہ ریاستی سطح پر ہر ظلم وجبر بھی روا ٹھہرے یا قابل برداشت ہو اور اس سطح پر سب سے بڑا ظلم اللہ کی حاکمیت میں شرک کا ظلم ہے، چاہے وہ جھوٹے خدا، وہ شریک، عوام ہوں یا شاہِ جمجاہ کے فرزندِ دلبند وائسرائے بہادر!۔ ہم اپنے دیالو مالک سے مایوس نہ ہونے والے، ہم حسرتی، ہم نرے خوش امید، ہم دیکھتے ہیں کہ یہ جھوٹے خدا نابود ہوتے ہیں۔ ان کی قوت ریزہ ریزہ ہوئی، ان کو پناہ دینے والا نظام اور اس کی ریاست صفحۂ روزگار سے محو ہوئی جاتی ہے۔ الٰہی! ہم جاگتے ہیں کہ خواب دیکھتے ہیں؟ کلام کرتے ہیں کہ فقط چاہتے ہیں...رہے نام اللہ کا

وصل اُس کا، خدا نصیب کرے
میرؔ، چاہتا ہے جی کیا کیا کچھ

عبداللطیف خالد چیمہ

سانحہ گوجرانوالہ......پس منظر، پیش منظر

۲۸؍رمضان ۱۴۳۵ھ بمطابق ۲۷؍جولائی ۲۰۱۴ء بروز اتوار گوجرانوالہ میں حیدری روڈ کے قریب قادیانی مسلم تصادم کے نتیجہ میں جوافسوس ناک صورت پیدا ہوئی اس کو سنبھالنے کیلئے گوجنوالہ کے تمام مکاتب فکر نے اپنے شہر کی دیرینہ روایت کو برقرار رکھتے ہوئے جو کردار ادا کیا اس سے پھر یہ بات سامنے آئی کہ اگر اہل فکر ونظر دانش مندی اور حوصلے سے کام لیں تو لگی آگ کو بجھایا جاسکتا ہے تنازعے کا آغاز تو ایک عاقب نامی قادیانی نوجوان کی اس غلیظ حرکت سے ہوا تھا کہ اس نے فیس بک پر توہین کعبۃ اللہ کے حوالہ سے ایک ایسی تصویر شائع کی جس کو لکھنے یا نقل کرنے کا حوصلہ نہیں ایک مسلم نوجوان صدام حسین کو عاقب قادیانی نے یہ تصویر شیئر کی رمضان المبارک کی انتیسویں شب ۲۷؍جولائی کو محلے میں اس پر صدام حسین کی عاقب قادیانی سے تو تکار ہوئی تو معاملہ بڑھ گیا اور قادیانی دھمکیوں اور گالی گلوچ پر اتر آیا ایک سابق قادیانی کے ذریعہ سے عاقب کو سمجھانے کی کوشش کی گئی لیکن وہ بپھر گیا علاقہ میں موجود قادیانی اکھٹے ہوئے اور جمع ہونے والے مسلمانوں پر خشت باری اور فائرنگ کردی جس سے ایک مسلمان بچہ زخمی ہوگیا پولیس اطلاع ملنے کے باوجود بروقت کاروائی سے گریز کرتی رہی حتیٰ کہ اس عمل کے ردعمل میں بلوہ ہوا اور ہجوم نے گھراؤ جلاؤ شروع کردیا مسلمان بچہ زخمی ہونے پر قادیانی ایک گھر میں اپنی چند خواتین اور بچوں کو دروازے کی کنڈی لگا کر اپنے گھروں سے بھاگ گئے لوگوں کا ہجوم اکھٹا ہوتا گیا اور بات بڑھ گئی بعض ذمہ دار مسلمانوں نے شعلے میں گھرے مرزائیوں کو نکالا جس میں میاں اعجاز، ملک عرفان، محمد لطیف منہاس، ہمایوں وغیرہ شامل تھے ایک قادیانی خاتون بشریٰ اور دو بچیاں دم گھٹنے سے مرگئیں دونوں طرف سے ایف آئی آر کا اندراج ہوا اس صورت حال کو مزید خراب ہونے سے بچانے اور مقدمہ کی پیروی کیلئے گوجرانوالہ میں آل پارٹیز رابطہ کمیٹی خصوصاً مولانا زاہدالراشدی سے ضروری مشورہ کے بعد مرکزی سطح پر متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کا ایک ہنگامی اجلاس 7 اگست کو مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں مولانا زاہدالراشدی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں تمام مکاتب فکر کے سرکردہ رہنماؤں نے شرکت کی اس نمائندہ اجلاس میں صورت حال کا بغور جائزہ لیا اور سانحہ گوجرانوالہ کے موقع پر آتش زنی، لوٹ مار اور قتل کے واقعات کو افسوس ناک قرار دیتے ہوئے ایک قرارداد میں کہا گیا کہ اگر توہین کعبہ کے دلخراش واقعہ کا بروقت نوٹس لیا جاتا تو اس کے بعد عوامی اشتعال کی صورت میں واقع ہونے والے افسوس ناک واقعات کی نوبت نہ آتی اس اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ مولانا عبدالرؤف فاروقی کی سربراہی میں ایک وفد گوجرانوالہ جائے گا جو مقامی رابطہ کمیٹی کے علاوہ متعلقہ حکام سے بھی ملاقات کرے گا ملکی حالات کی وجہ سے اس میں قدرے تاخیر ہوئی تاہم گزشتہ روز (26 اگست) کو مولانا عبدالرؤف فاروقی، ممتاز قانون دان جناب چودھری محمد ظفر اقبال

ایڈووکیٹ، قاری محمد یوسف احرار اور راقم الحروف ظہر کے وقت جامعہ امینیہ نقشبندیہ درگاہ ابوالبیان ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ پہنچے جہاں مولانا زاہدالراشدی، علامہ احسان اللہ قاسمی، مولانا محمد اشرف مجددی، قاری محمد زاہد سلیم، بابر رضوان باجوہ، مولانا محمد مشتاق چیمہ، مظاہر حسین بخاری، مولانا محمد امین محمدی، مہر محمد یونس، علامہ محمد ایوب صفدر، حافظ محمد عبداللہ، مولانا ابو یاسر اظہر حسین فاروقی، رانا محمد کفیل خان مولانا محمد سعید احمد صدیقی، سید احمد حسین زید سمیت کئی دیگر نمائندہ شخصیات ہمارے انتظار میں تھیں تلاوت قرآن کریم سے میٹینگ کا آغاز ہوا اور اب تک کی کارروائی، پولیس تفتیش، عوامی ردعمل کے تمام پہلوؤں سے ہمیں آگاہ کیا گیا راقم الحروف نے گوجرانوالہ کے تمام مکاتب فکر کے سرکردہ اور نمائندہ حضرات کو باہم مل کر خوش اسلوبی کے ساتھ اس قضیے سے نکلنے کی مثبت کوششوں اور تدبر و حکمت کے ساتھ پرامن کارروائی کو نہایت خوش آئند قرار دیتے ہوئے مرکزی ختم نبوت رابطہ کمیٹی کی طرف سے مکمل تعاون کو جاری رکھنے کا یقین دلایا جناب چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ نے ایف آئی آر کی روشنی میں قانونی پہلوؤں کی نشان دہی کی۔ مولانا عبدالروف فاروقی نے کہا کہ قادیانی اور دیگر غیر مسلم اقلیتیں سوچی سمجھی سازش کے تحت بیت اللہ شریف سمیت مختلف شعائر اسلام کی توہین کرتی ہیں اور معمولی سی بات کو بین الاقوامی مسئلہ بنا کر پیش کرتی ہیں اس طرح وہ مسلمانوں اور پاکستان کو بدنام کرنے کے ساتھ ساتھ امریکہ اور یورپی ممالک میں پناہ بھی حاصل کر لیتے ہیں سانحہ حیدری روڈ گوجرانوالہ سے اسی طرح کی سازش کی بو آتی ہے پاکستان کو قادیانیوں نے دل سے تسلیم نہیں کیا اس لئے وہ ملک کو بدنام کرنے کیلئے ہر وقت کمربستہ رہتے ہیں انہوں نے کہا کہ یہ واقعہ انتہائی افسوس ناک ہے اس سے پاکستان بھر کے مسلمانوں میں اضطراب پایا جاتا ہے مسلمانوں میں اس واقعہ کے بعد غم وغصہ کا پیدا ہونا قدرتی امر ہے ۔انہوں نے کہا کہ توہین آمیز مواد پر اشتعال پیدا ہونا ایمان کی علامت ہے مگر اس سلسلہ میں دانش مندی اور حوصلہ سے کام لینا ناگزیر ہے۔ بعدازاں ہم سب نے سی سی پی او گوجرانوالہ وقاص نذیر چوہدری سے ان کے دفتر میں ملاقات کی جہاں مولانا زاہدالراشدی، مولانا عبدالروف فاروقی اور جناب چوہدری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ نے گفتگو میں کہا کہ اس کیس میں قانون کے تقاضے پورے ہونے چاہیں اور پولیس کو اپنی غیر جانبداری یقینی بنانی چاہیے اور یہ سب کچھ نظر بھی آنا چاہیے علماء کرام نے سی سی پی او سے کہا کہ اگر قانون کی عمل داری ہو اور یہ نظر بھی آئے تو کوئی قانون کو ہاتھ میں لینے کے حق میں بھی نہیں ہے یہ ملاقات بریلوی مکتب فکر کے بزرگ عالم دین حضرت مولانا ابوطاہر عبدالعزیز چشتی کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ بعدازاں دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنگنی والا میں حاضری اور ضروری مشورہ کے بعد ہم لاہور کیلئے روانہ ہوئے۔ تلخ ترین تجربات سے گزرنے کے بعد ہماری پختہ رائے ہے کہ اگر قادیانیوں کو آئین کا پابند بنا دیا جائے اور امتناع قادیانیت قوانین پر عمل درآمد یقینی ہو جائے تو ہم اس حوالے سے کئی حادثات سے بچ سکتے ہیں لیکن افسوس کہ قادیانی اپنی ارتدادی سرگرمیوں کو اسلام کے نام پر جاری رکھے ہوئے ہیں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں نے چپ سادھ رکھی ہے۔

❁ ❁ ❁

ادارہ

ارمغانِ ابوذرؒ

قائد احرار، جانشین امیر شریعت، مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ علیہ

میرا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ میں نے مجلس احرارِ اسلام کے بہادر اور غیور ساتھیوں کی ایک کھیپ کو چند تقدس مآبوں کی گُلو خ برداری سے ہمیشہ کے لیے منع کر دیا ہے۔ اور شش جہات میں احرار کے سوا میں کسی کو بھی درخورِ اعتنا نہیں سمجھتا۔

مجلس احرارِ اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ سے خطاب

لاہور، جولائی ۱۹۷۴ء

۞ ۞ ۞

میں نے عہد کیا ہے کہ نہ تو میں کام چھوڑوں گا، نہ معلق کروں گا اور نہ ہی اپنوں اور بیگانوں کی عداوت کی چکی میں ساتھیوں کو پسنے کے لیے چھوڑوں گا، بلکہ پوری مستعدی، قوتِ فیصلہ اور عزم وہمت سے کام کرتا رہوں گا۔ تا آنکہ کوئی بہتر کام کرنے والا آپ میں سے آگے بڑھے۔

مجلس احرارِ اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ سے خطاب

ملتان، ۱۴ر جنوری ۱۹۷۵ء

۞ ۞ ۞

جِد وجُہد اور سعی وعمل کی پُر پیچ راہوں، کٹھن مرحلوں اور دشوار گھاٹیوں کو عبور کرنے والا ہی کچھ صعوبت کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ ظاہر بیں اور نکتہ چیں نگاہ بھلا حقیقت تک کیسے رسائی حاصل کر سکتی ہے۔
مجلس احرارِ اسلام......راہِ عمل کی ایک خطرناک گھاٹی کے عبور کی داستانِ عشق ہے......ع

طغیانِ بحرِ عشق ہے ساحل کے آس پاس

مسجد احرار، چناب نگر میں احرار کارکنوں سے خطاب

جون ۱۹۷۹ء

۞ ۞ ۞

سیف اللہ خالد

طارق فتح سے منیر رپورٹ تک

آئین پاکستان سے بڑا مظلوم شاید ہی کوئی ہو، جس کا گھر میں بس نہیں چلتا وہ اسے کوسنا شروع کر دیتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ پنجاب کا ایک دو ٹکے کا پولیس افسر اٹھتا ہے اور قادیانیت سے متعلق آئینی دفعات کی تشہیر پر پرچے درج کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ قادیانی جماعت کے قاتل اس کے دفتر میں پناہ لیتے ہیں، اور وہ انھیں بغل میں لیے پھرتا ہے۔ کوئی شیخل اٹھتا ہے اور برطانوی انٹیلی جنس کے سرمایہ پر مسخرا پن کرتے ہوئے آئین کو دھتکار کر اقتدار پر قبضے کی دھمکیاں دینے لگتا ہے۔ اوقات اتنی ہے کہ پورے ملک میں کونسلر کی ایک نشست بھی جیتنے کی سکت نہیں رکھتا۔ ادھر ایک سونامی خان ہے، جو اپنی ٹوٹتی ہوئی پارٹی کا علاج یہ سمجھتا ہے کہ وفاق پر چڑھ دوڑو۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ صوفی محمد ایک بار کہتا ہے میں آئین نہیں مانتا، تو اسے غدار قرار دے کر جیل میں ڈال دیا جاتا ہے، پورے ملک کا الیکٹرونک اور سوشل میڈیا پنجے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑ جاتا ہے، مگر ادھر چناب نگر میں قادیانی ٹولہ ریاست کے اندر ریاست بنا کر آئین، قانون اور عدلیہ تک کی توہین علی الاعلان کرتا ہے، تو کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی، حالانکہ یہ ٹولہ اس وقت سے آئین کا دشمن ہے جب سے یہ آئین بنا اور یہ صرف آئین ہی نہیں ملک کا بھی دشمن ہے اور اس کی دشمنی کی مثالیں تاریخ کے اوراق میں نہیں، حال کے کینوس پر بھی نمایاں دکھائی دیتی ہیں، مگر شاید جناب شیخل کی طرح انھیں بھی مغربی ممالک کی پشت پناہی حاصل ہے۔ اس لیے یہاں آنکھیں بند اور زبانیں تالو سے چپکی ہوئی ہیں۔

نہرو سے خط کتابت کرتے ہوئے حکیم الامّت علامہ محمد اقبال نے کہا تھا کہ ''قادیانیت ملک وملّت دونوں کے غدار ہیں۔'' اور وقت نے ثابت کر دیا کہ شاعر مشرق نے غلط نہیں کہا تھا۔ پاکستان کے اعلان سے لے کر لمحۂ موجود تک اگر قادیانیوں کی غداریاں، سازشیں اور شرانگیزیوں کا شمار کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو جائے۔ یہ گروہ دروغ پیشہ جسے تخلیق ہی اس لیے کیا گیا کہ اُمّتِ مسلمہ کو کمزور کیا جا سکے، آج کل مغرب کا لاڈلہ بنا ہوا ہے۔ ان کے ہاتھوں کی تخلیق ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ان دنوں اس کا استعمال ان کے لیے ماضی کے مقابلے میں ہمیشہ سے زیادہ فائدہ مند ہو سکتا ہے، مگر شاید نہیں جانتے کہ جھوٹے مدعیان نبوت اور ہاتھوں کے گھڑے ہوئے فتنے مسلمان کے اذہان وقلوب کو تسخیر کر ہی نہیں سکتے۔ اُمّت کے اجتماعی ضمیر نے ایک دن کے لیے بھی اس فتنہ کذاب کو قبول نہیں کیا اور نہ ہی کرے گا۔ رہا آئین پاکستان میں نقب زنی کرتے ہوئے اس کینسر کو اُمّت کے وجود کا حصہ منوانے کا سوال، تو ایں خیال است ومحال است وجنوں والی بات ہے۔ جس قوم نے دن رات کی محنت کر کے ہزاروں جانیں قربان کر کے اس غلاظت کو الگ کر کے پھینکا ہے، وہ اسے

کسی بھی قیمت پر دوبارہ قبول کرنے کو تیار نہیں ہو سکتی۔

ڈپلو میٹک اسٹیبلشمنٹ کو قریب سے دیکھنے کا تجربہ رکھنے والے اسلام آباد کے اخبار نویس اور ارباب دانش آگاہ ہیں کہ اس وقت امریکہ و یورپی یونین کی سفارتی تقریبات کا مرغوب ترین موضوع یہی ہے کہ قادیانیت کو کسی طرح سے اسلام کا لبادہ اوڑھا دیا جائے اور اس مقصد کی خاطر یہ ممالک اور ان کے سفارت خانے خزانوں کے منہ کھولنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ بعض نادان جو مغربی سفارتی تقریبات میں اُگلے جملوں اور اصطلاحات کو ہی کُل متاع فکر خیال کرتے ہیں۔ ان دنوں ''نیو سوشل کنٹریکٹ'' یعنی نئے عمرانی معاہدے کی اصطلاح استعمال کرتے دکھائی دے رہے ہیں، مگر نہیں جانتے کہ اس کے پس پردہ مقاصد کیا ہیں اور یہ مغربی گدھ اس سے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

معاملہ صرف آئین پاکستان تک محدود نہیں رہا۔ یہ تخریبی ٹولہ جو ۱۹۷۴ء تک سازشوں کے ذریعے پاکستان کے اقتدار اعلیٰ میں گھسنے کی کوششیں کرتا رہا اور اس کے بعد یہودیوں کی طرح زیر زمین سرگرمیوں کے ذریعے ریاست پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کرنے لگا، آج کل کھل کر بدمعاشی کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ بلوچستان میں بھارتی حمایت سے جاری نام نہاد علیحدگی کی دہشت گرد تحریک میں بھی اس کے قدموں کے نشان ملتے ہیں، بلکہ قادیانیت کا ایک اہم سپوت طارق فتح، پوری طرح سے پاکستان دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہے۔ کینیڈا کی شہریت رکھنے والا یہ شیخچلی جیسا دوغلا پاکستانی حقیقت میں بھارتی انٹیلی جنس کا مہرہ ہے اور مغربی ممالک میں بلوچستان کے حوالے سے پاکستان کے مفادات کے خلاف پروپیگنڈے میں ہمیشہ پیش پیش دکھائی دیتا ہے، حالانکہ اس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ قادیانی اور پاکستان کا دشمن ہونے کے سبب بھارتی اسے استعمال کر رہے ہیں اور وہ دانستہ طور پر استعمال ہو بھی رہا ہے۔

اطلاعات تو یہ بھی ہیں کہ بلوچستان میں موجود قادیانیوں کو بھی دہشت گردوں کی طرف سے مکمل تحفظ حاصل ہے، کیوں نہ ہو، آخر اپنے ہی بندے جو ہوئے۔

دیکھا جائے تو بلوچستان کے حوالے سے ہوس اور لالچ قادیانیت کا کوئی نیا شوشہ نہیں۔ وہ قیامِ پاکستان کے وقت سے ہی اس کوشش میں لگا ہوا ہے اور بار بار منہ کی کھانے کے بعد اب نصف صدی بعد بھارتی آشیر باد کے نتیجے میں ایک اُمید تو ان کو بھی دکھائی دے رہی ہے، جو اب حالات کے ہاتھوں ماند نہیں پڑ رہی بلکہ معدوم ہوتی جا رہی ہے۔ ماضی میں دیکھیں تو ۱۹۵۲ء کے آغاز میں اس وقت کے مرزائی دجال مرزا بشیر الدین محمود نے بہت سُر میں آ کر کہا تھا، ۵۲ھ ہمارا ہے، اس سال کے آخر تک ہم بلوچستان کو اپنا بنا لیں گے۔ یقین نہ آئے تو منیر انکوائری کمیشن رپورٹ پڑھ لینی چاہیے۔ یہ رپورٹ کسی مولوی نے لکھی ہے نہ کسی دینی طالب علم نے بلکہ یہ مغربی ذہنیت رکھنے والوں کی پسندیدہ شخصیت جسٹس منیر کی

رپورٹ ہے، جسے مغربی جگال باز بائبل خیال کرتے ہیں اور اس کا حوالہ دے کر طعنہ دیتے ہیں کہ کون سا اسلام نافذ ہو۔ علما تو منیر انکوائری میں مسلمان کی تعریف تک متعین نہیں کر سکے۔ اس منیر رپورٹ میں مرزا بشیر الدین محمود کی اگست ۱۹۴۸ء کی وہ تقریر موجود ہے جس میں اس نے کہا تھا: ''بلوچستان کی کل آبادی ۵ یا ۶ لاکھ ہے، زیادہ آبادی کو قادیانی بنانا مشکل ہے، لیکن تھوڑے آدمیوں کو قادیانی بنانا مشکل نہیں۔ جماعت توجہ دے تو بہت جلد اس صوبے کو قادیانی بنایا جا سکتا ہے......اگر ہم سارے صوبے کو قادیانی بنا تو ایک صوبہ تو ایسا ہوگا جسے ہم اپنا کہہ سکیں گے اور یہ آسانی کے ساتھ ہو سکتا ہے اور یہ کہ صوبہ اب کبھی بھی ہمارے ہاتھوں سے بچ نہیں سکتا۔ یہ ہمارا شکار ضرور ہوگا'' اس منیر رپورٹ میں یہ بھی مذکور ہے کہ ۱۹۵۱ء میں کرسمس کے موقع پر مرزا کا خطاب جو الفضل نے ۱۶؍جنوری ۱۹۵۲ء کو شائع کیا، میں مرزا نے اپنے پیروکاروں سے کہا کہ: ''وہ اپنی سرگرمیاں تیز اور شدید کر دیں تاکہ جو لوگ اب تک ''کافر'' ہیں وہ قادیانیت کے دائرے میں ۱۹۵۲ء کے آخر تک آ جائیں۔'' اور اسی خطاب میں کہا کہ ۱۹۵۲ء ''میرا'' ہے۔ (منیر رپورٹ ۲۰۰۹ء، الفضل ۱۳؍اگست ۱۹۴۸ء، ۱۶؍جنوری ۱۹۵۲ء، تحریک احمدیت، ص: ۵۴۴) مگر تمام تر سازشوں کے باوجود نصف صدی بعد بلوچستان آج بھی مسلم اکثریتی صوبہ ہے اور مرزا غلام قادیانی کی جھوٹی نبوّت پر لعنت بھیجتا ہے۔ یہی جذبہ انتقام ہے، جس کے تحت قادیانی جماعت طارق فتح کے ذریعے اب وہاں دہشت گردی کی تحریک کو سپورٹ کر رہی ہے اور بھارتی ''را'' کے براہ راست رابطے کے ذریعے یہ شخص دہشت گردی کی تحریک کا مغربی ممالک میں ترجمان بنا ہوا ہے۔

معاملہ صرف بلوچستان تک ہی محدود نہیں ہے۔ مرزا ملعون کے ۱۰۰ویں یومِ ہلاکت پر جارحانہ انداز میں مرزائیت کی تبلیغ کے اعلان کے بعد سے یہ ٹولہ پاکستان میں اسٹنگ آپریشن کے ذریعے اپنی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹ کر نہ صرف پاکستان کو بدنام کرتا ہے بلکہ عالمی سطح پر نقد امداد اور دیگر فوائد بھی حاصل کر رہا ہے۔ گوجرانوالہ کا واقعہ بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے، جس میں قادیانی نوجوان نے کعبہ کی توہین آمیز تصویر اپنے ہی محلے کے نوجوان کو بھیج کر مشتعل کیا اور پھر احتجاج کرنے والوں کو فائرنگ کر کے حملے پر اکسایا۔ اس حملے میں ۹۰ء کی دہائی میں بھی یہ قادیانی ایسا ہی ایک ڈرامہ رچا کر ۳۷ قادیانیوں کو بیرون ملک سیٹل کروا چکے ہیں۔ لاہور میں قبروں کے کتبے توڑنے سے لے کر ان دنوں فیصل آباد میں زیرِ گردش ایک جعلی دھمکی آمیز خط تک یہ سارے ایسے واقعات ہیں جن میں یہ ٹولہ اشتعال پیدا کرتا ہے اور پھر اس اشتعال کو اپنے مفاد میں استعمال کرتا ہے۔ اس حوالے سے ایک مغربی سفارت کار نے بڑے پتے کی بات کہی کہ ''مسیحیوں کے خلاف جتنے توہین رسالت کے واقعات ہوں گے، اس سے توہین رسالت قانون کے خلاف پروپیگنڈے کا موقع ملے گا۔ اس لیے ہم توہین رسالت کے منصوبوں کو شاندار مستقبل کی پیشکش کرتے ہیں، تاکہ لوگ خوف سے نکلیں اور لالچ میں اس

قانون کو توڑیں۔ اس طرح قادیانیوں کے خلاف کارروائیاں بھی ان کی مظلومیت کو بھڑکاتی ہیں، اس لیے ہم انھیں سپورٹ کرتے ہیں تاکہ قادیانیوں کے خلاف قوانین ختم کرواسکیں۔'' ایک دوسرے مغربی سفارت کار کا کہنا ہے کہ: ''آئندہ ۱۰ برس میں پاکستان سے قادیانیت کے خلاف قوانین توہین رسالت کی سزا اور شراب کے خلاف قوانین ختم ہو جائیں گے اور یہ ملک ہمارے لیے آئیڈیل جگہ ہوگی۔''

پنجاب کا دو ٹکے کا پولیس افسر ہو، مغربی سفارت کار اور طارق فتح جیسا در بدر ایجنٹ، وہ جتنی مرضی ڈینگیں ماریں، جتنے مرضی خواب دیکھیں مگر ۱۹۵۲ء میں مرزا بشیر الدین کی اس بڑھک کا انجام یاد رکھیں، جس نے کہا تھا کہ ۵۲ء میرا ہے اور آج تک یہ جملہ لعنت بن کر اس کی قبر پر برس رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ پاکستان کے آئین سے بڑھ کر اس وقت کوئی مظلوم نہیں، صرف اس لیے کہ یہ آئین نفاذ اسلام کی ضمانت دیتا ہے، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیتا ہے اور توہین رسالت پر سزائے موت کا فیصلہ سناتا ہے۔ اگر یہ تینوں امور نکال دیں، تو سب کو قابل قبول ہوگا مگر یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ آئین رہے نہ رہے، مگر یہ تینوں امور قوم کے اجتماعی ضمیر کا فیصلہ ہے۔ ان پر کوئی سودے بازی ممکن ہے نہ کوئی ایسا آئین نافذ ہو سکتا ہے جس میں یہ تینوں ضمانتیں نہ ہوں۔

(مطبوعہ: ۵/اگست ۲۰۱۴ء۔ روزنامہ ''اُمّت'' کراچی)

پروفیسر خالد شبیر احمد

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

انسانیت کے اَوج کا عنوان عائشہؓ — ہم پر حضور آپ ﷺ کا احسان عائشہؓ
عظمت میں بے مثال تو غیرت میں منفرد — جس پہلو سے بھی دیکھیے ذی شان عائشہؓ
کیا کیا ہیں جمع خوبیاں اس ایک ذات میں — گلہائے علم و فضل کا گُلدان عائشہؓ
بس مختصر جواب ہے پوچھے اگر کوئی — ہے پُرشکوہ دین کی چٹان عائشہؓ
سیرت کے حرف حرف کا وہ عکس ہو گئیں — دیں کے شعور و شوق کی پہچان عائشہؓ
اُمّت کے فخر و ناز کی تصویر دل پذیر — اُمّت کے فرد فرد کی ہے آن عائشہؓ
تھا قول و فعل آپ کا تقویٰ کا منتہاء — دینِ نبی کے حق میں ہے برہان عائشہؓ
وہ آسمانِ علم و ادب کی ہیں کہکشاں — جود و سخا و فقر کی بھی شان عائشہؓ
حق میں گواہی دینے کو قرآن آگیا — شرم و حیا کا بن گئی یوں مان عائشہؓ
حسنؓ و حسینؓ و فاطمہؓ شیر خدا علیؓ — قرباں ان پہ بھی رہیں ہر آن عائشہؓ
ان کا مقام و مرتبہ ہے اس لیے بلند — مابینِ حق و کفر ہے فرقان عائشہؓ
کیا کیا اُنھیں ہیں نسبتیں خیر الانامِ ﷺ سے — جن کی نگاہ و دل کا تھیں ارمان عائشہؓ
صدیقؓ کی تھیں بیٹی جو صدیقہ ہو گئیں — صدق و صفا کی کیوں نہ ہو پھر کان عائشہؓ
لکھے ہوئے ہیں لوحِ صداقت پہ یہ حروف — ایمان بھی ہے عائشہ، ایقان عائشہؓ
پیہم یہ آ رہی ہے صدا دل سے صبح و شام — خالدؔ یقین و دین کی بھی جان عائشہؓ

مولانا مجاہد الحسینی

سلام شہدائے ختمِ نبوّت

ہو مرا ختمِ نبوّت کے شہیدوں کو سلام
کر دیا اونچا جنھوں نے پرچمِ خیرُ الانام
ہو گئے قربان جو ختم الرسل ﷺ کی آن پر
ان شہیدوں کے لیے جنت میں ہے اعلیٰ مقام
ذات ختم المرسلین ﷺ کا جو بھی منکر ہو گیا
وہ جہنم کا ہے ایندھن اس پہ ہے لعنت مدام
ہو گیا تھا قادیانیت کا آخر فیصلہ!
بن گئے وہ غیر مسلم ، شودروں میں ان کا نام
ہو گئی ہے سرخرو اُمّت رسول اللہ ﷺ کی
ساری دنیا کے مسلماں ہو گئے ہیں شاد کام
ہے مجاہدؔ کلمہ گو آقا رسول اللہ ﷺ کا
مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر مرا ہر دم سلام

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

عارف رضاؔ

امیرِ شریعت خطیب الامت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تو صاف گو تھا ، قوی تھا ، جلال کا پیکر
تیرے خطاب سے لرزاں تھے کفر کے اژدر

تو مومنوں میں مثیلِ حریر و دیبا تھا
تو سامراج کے سینے میں تھا مثال تیر

تیری وِلا سے دلوں میں گداز پیدا تھا
تیر نوا سے شکوہِ عدو تھا زیر و زبر

تو فقرِ بوذرؓ و سلمانؓ کا مقلد تھا
تو جرأتوں کا تفاخر ، تو پیروِ حیدرؓ

تو باادب تھا ، خلوص و یقین کا پیکر
ادب میں ، شعر میں ، تقریر میں تھا یکتا گہر

تو باوقار تھا ، مومن تھا ، مردِ میداں تھا
تیری جبیں سے جھلکتا تھا عزمِ خضر و عمرؓ

ادا شناس ، مروّت شعار ، شعلہ بیاں
متاعِ اُمّتِ مرحوم فخرِ نوعِ بشر

امیرِ اہلِ شریعت ، مریدِ اہلِ صفا
تو پاسبانِ نبوّت ، تو رہنمائے سفر

تیری حیات میں مضمر عجب قرینہ تھا
تو اہلِ دل کا سفینہ ، متاعِ علم و ہنر

بگولہ بن کے اُٹھا ریگزارِ عشق سے تو
تو اپنی دُھن کا تھا پکا ، تو تھا مثالِ شرر

تو اعتراف میں یکتا ، اصول کا پابند
تو ارضِ پاک میں اسلام کے لیے تھا سِپَر

اُمڈ کے کفر کا طوفاں وطن پہ آیا ہے
تیری طرح کوئی باندھے ذرا کفن سَر پر

(۳۰ر ستمبر ۱۹۸۷ء)

جعفر بلوچ مرحوم

ضیغمِ احرار شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ

کہہ رہی ہے زندگی ہم سے حسام الدین کی
فرضِ دیں جیسے بھی ممکن ہو ادا ہم بھی کریں

ربط اپنا ہو خدا سے اور رسول پاک سے
طاعت معبود و ختم الانبیاء ہم بھی کریں

ضیغمِ احرار تھے منجملۂ اہلِ وفا
حق تو یہ ہے، دینِ برحق سے وفا ہم بھی کریں

دین کی تلوار، فی الواقع حسام الدین تھے
کفر کی جڑ کاٹ دیں جرأت ذرا ہم بھی کریں

تاب سرتابی نہ ہو جب سن لیں الا اللہ ہم
روبرو باطل کے اونچا حرفِ لا ہم بھی کریں

شدتِ شر میں ظلام کفر کی یلغار میں
اہتمامِ طلعتِ صبحِ ہدیٰ ہم بھی کریں

ہر چہ بادا باد! حق سے اپنا رخ موڑیں نہ ہم
سنتِ احرار جعفر یوں ادا ہم بھی کریں

(یہ نظم ۲۱ رجون ۲۰۰۱ء کو ضیغم احرار سیمنار منعقدہ دفتر مجلس احرار اسلام لاہور میں پڑھی گئی تھی)

❁ ❁ ❁

قارئین متوجہ ہوں!

سالانہ چندہ ختم ہونے اور مدتِ خریداری کی اطلاع قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتے کے اوپر درج کردی گئی ہے۔ جن قارئین کا زرتعاون اگست ۲۰۱۴ء میں ختم ہوچکا ہے انھیں ستمبر ۲۰۱۴ء کا شمارہ ارسال کیا جارہا ہے۔ براہِ کرم سالانہ زرتعاون -/200 روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرالیں۔ یہ رقم بذریعہ منی آرڈر -/200 روپے یا درج ذیل موبائل نمبر **0300-6326621** پر -/270 روپے ایزی لوڈ کے ذریعے بھی بھیجی جاسکتی ہے۔ (سرکولیشن منیجر)

’’نقیب ختم نبوت‘‘ کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095

ابن امیر شریعت مولانا سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قربانی......حکمت اور مسائل واحکام

اسلام امن وسلامتی کا ہی نام ہے اسلام کے ہر عمل سے سلامتی پیدا ہوتی اور امن پھیلتا ہے ہر باشعور آدمی غور وفکر کی نعمت سے اس حقیقت کو پا سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی آمد سے قبل انسانوں کے اعمال جس برائی، خباثت اور شیطنت سے آشنا ہو چکے تھے اسلام نے انہی اعمال کو اسوۂ حسنہ میں پابند کر کے محبت، آدمیت، امن، سلامتی اور عافیت پیدا کر دی۔ غور فرمایئے قبائل کے سردار اور ان کے ساتھی کھانا کھا رہے ہیں ہمہ قسم نعمت ان کے سامنے چن دی گئی ہے مگر کیا مجال کہ غلام اس کی طرف دیکھ بھی جائے۔ روساء و بزرجمہر کھا پی کے فارغ ہوں گے۔ تو بچا کھچا ان کے منہ میں بھی پہنچ جائے گا جو غلام ہونے کا طعنہ سینے پر سجائے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے آکر مکارم اخلاق پیدا کیے۔ اسی معاشرے میں غلام کو آقا کے برابر اور فقیر کو امیر جیسا کر دیا۔ من وتو کی تمیز ختم کر دی۔ معاشرے میں حسن پیدا کیا۔ جو نہ کلیوں میں نہ غنچوں میں نہ پھولوں میں نہ بہاروں میں ہے۔ دنیا کے کسی نظام میں بھی یہ حسن وخوبی یہ برابری وبرادری نہیں ہے۔ دنیائے فکر میں انقلاب بپا کیجئے اور چودہ سو برس کی الٹی زقند لگایئے۔ چشم خرد کھولیے اور ملاحظہ کیجئے کہ مولائے کائنات سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ لکڑی کے ایک پیالے میں لقمے لگا لگا کر کھا رہے ہیں۔ غلام آقا کے روبرو ہے نظر وتوجہ کی نعمتوں سے بھی مالا مال ہو رہا ہے اور معاش ومعاد کے لیے بھی سنوار رہا ہے۔ جی ہاں یہ وہی بلال ہے جسے کفارِ مکہ کا جمہوری نظام اور جمہوری گماشتے اپنے برابر دیکھنا نہیں چاہتے تھے اور اسے غلام ہی مارنا چاہتے تھے، اسی طرح قربانی کا عمل بھی معاشرے میں امن وسلامتی اور بلندی پیدا کرتا ہے۔

قربانی تو زمانہء جاہلیت میں بھی امن وسلامتی اور سفر کے خطرات سے بچاتی تھی۔ عرب کا معمول تھا کوئی شخص اگر حج کے لیے آمادہ سفر ہے تو اسے اپنے قربانی کے جانوروں کے گلے میں پٹے ڈال کر ساتھ رکھنا پڑتا۔ اور یہ قربانی کا پٹہ ہی راستے کے خطرات ومشکلات کے نیچنے کی علامت ہوتا۔ نتیجہ یہ نکلتا کہ ایسا مسافر اپنے ساز وسامان سمیت منزل مراد پر پہنچ جاتا۔ حج کرتا، قربانی دیتا اور رضاء الٰہی کی نعمتیں سمیٹتا واپس لوٹ جاتا۔ قربانی کے اس جانور کو ہُدی کہا جاتا ہے۔ ویسے عربوں میں یہ دستور تھا کہ دین ابراہیمی کے مطابق وہ چار مہینوں کا بہت احترام کرتے یعنی رجب، ذی قعد، ذی الحج، اور محرم...... یہ مہینے پر امن اور عافیت وسلامتی کے مہینے تھے قرآن کریم نے بھی ان مہینوں کے باعزت وباوقار ہونے کا ذکر فرمایا ہے منھا اربعۃٌ حُرم ان میں سے چار بہت معزز ہیں۔

انہی چار ماہ کے اعزاز واکرام میں عرب اپنی جاہلیت کی عادتیں لڑائی جھگڑے ختم کر دیتے تھے۔ ذی الحجہ کا مہینہ بھی انہی مکرم ومحترم مہینوں کا حصہ ہے۔ جس میں قربانی، حج اور عبادات اس کا جزو لاینفک ہے۔ اس لیے بھی یہ امن وامان اور عافیت وسلامتی کا پیغام سرمدی ہے۔ امن عامہ کی نوید الٰہی ہے۔ مگر ہمارے معاشرہ میں چونکہ اسلام کو ثانوی حیثیت دیدی گئی ہے اور جمہوریت کو پہلی پوزیشن اس لیے موجودہ معاشرے پر پھٹکار پڑ رہی ہے۔ عرب جہلا تو پٹے والے قربانی کے جانوروں کی لوٹ مار نہیں کرتے تھے۔ ''یہ جمہوریت زادے'' اور ''روشن خیال'' تو وہ بھی نہیں چھوڑتے۔ اس عمل خبیث میں یہ اُن سے بھی آگے نکل گئے۔ لوگوں نے مہندی،

جھانجر، زنجیر اور پٹے قربانی کی تمام نشانیوں سے اپنے قربانی کے جانوروں کو مرصع کیا ہوتا ہے مگر یہ فرزندانِ ناہموار اسے بھی چوری کرنے سے باز نہیں آتے اگر ''لبرل اسلام'' کے ماننے والے منافقین اپنے رویے تبدیل کر کے حقیقی اسلام کے پیروکار بن جائیں یعنی مکمل مومن بن جائیں تو امت کو یہ روز سیاہ دیکھنا نصیب نہ ہو! اس پر مستزاد یہ کہ ان چوروں اور حرام خوروں کو پاکستان کی رسوائے زمانہ تعزیرات سزا نہیں دیتی بلکہ ''لبرل اسلام'' کی نمائندہ کمیونٹی جو حدود اللہ کو ''وحشیانہ'' سزائیں کہتی ہے وہ وحشی اور جنگلی بھی اس درندگی پر بہت پریشان ہیں مگر امن قائم نہیں کر سکے۔ جو دن بھی طلوع ہوتا ہے، وہ فسق وفجور کی تمازت بڑھا دیتا ہے۔ خود کو ترقی یافتہ کہنے والے یورپ کے اندھے مقلد پاکستان میں خیر پیدا نہیں کر سکے۔ پاکستان کی سیکولر سیاسی قوتیں شر، فتنہ وفساد اور تباہی کی نمائندگی کرتی، اسے پھیلاتی اور حکومت کرتی ہیں۔ یہ چار پانچ فیصد جو امن کے روح پرور مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔ یہ صرف ان دینی اعمال کی وجہ سے ہیں جو مسلمان انفرادی اور ذاتی ذوق کی بنیاد پر کرتے ہیں ورنہ ریاست کے قانون بد نے تو انکارِ اعمال کی کھلی آزادی دے رکھی ہے۔ اللہ کی پناہ۔

قربانی اپنے شاندار ماضی، امن وسلامتی پر سچی تاریخی روایت وشہادت رکھتی ہے۔ دورِ حاضر میں قربانی نہ صرف یہ کہ امن کا پیغام ہے بلکہ مسئلہ معاش کا عظیم پہلو بھی اپنے جلو میں رکھتی ہے کہ اس عمل صالح کی بدولت معاشی بدحالی ختم ہوتی اور معاشی امن پیدا ہوتا ہے۔ سینکڑوں غریب امیر ہو جاتے ہیں۔ قرآن کا حکم ہے:

فکلو ا منھا و اطعمو البائس الفقیر. (پ ۱۷ الحج آیت ۲۸) سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ محتاج بے حال کو۔

فکلوا منھا و اطعموا القانع و المعتر. (پ ۱۷۔ الحج آیت ۳۶)

سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھنے والے کو اور بیقراری کرنے والے کو۔

ہمارے معاشرہ میں سرمائے کی غیر منصفانہ تقسیم اور یورپ کے معیارِ زندگی کی نقالی نے معاشرہ کو طبقات میں تقسیم کر دیا ہے۔ اعلیٰ طبقہ کہلانے والے لوگ اخلاق سے عاری، ہمدردی سے محروم، اخوۃ، برادری اور برابری کے شائستہ جذبات کو خیر باد کہہ کر دوسرے تیسرے اور چوتھے طبقہ کے لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ ہمارے معاشرے کا دوسرا تیسرا اور چوتھا طبقہ زندگی کی راحتوں سے مجبور اور معاشی حالات سے رنجور ہے اور سفید پوشی، ظاہر داری اور برادریوں کے جذبۂ تقابل میں اس قدر چُور چُور ہے کہ توبہ ہی بھلی۔ معاشرے کے جن لوگوں کے پاس مال ومنال زر و جواہر اور دھن دولت موجود ہے۔ پھر اُن میں سے جو اس دولت کو دین کے احکام کے مطابق صرف کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں صدقات دیتے ہیں انفاق عام کرتے ہیں وہ جب قربانی دیں گے تو معاشرہ کے ایسے افراد جو بے چارے مال کی کمی کے سبب ہفتوں اور مہینوں تک گوشت کی شکل سے ناآشنا اور اس کی لذت سے محروم رہتے ہیں۔ قربانی کرنے والا خود کھائے تو اس کی اجازت ہے اس لیے کہ ''**فکلوا منھا**'' امرِ استحباب ہے امرِ وجوب نہیں یعنی اجازت ہے حکم نہیں جیسے

و اذا حللتم فاصطادوا . (پ ۶۔ المائدہ۔ آیت ۲) اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو۔

اپنے گھر کے لیے رکھ لے تو اجازت ہے اگر نہ رکھے تو بہتر ہے اور واجب ہے کہ وہ قربانی کا گوشت بے حال محتاج، نادار، بے یار ومددگار اور ایسا مسکین جو قانع صابر محروم ہو اور ایسا مسکین بھی جو سائل اور بے قرار ہو بھوک کے ہاتھوں تنگ آ کر مانگنے لگ جائے سب کو تلاش کر کے پہنچایا جائے۔ ایسے ضرورت مندوں کو زکوٰۃ صدقات وغیرہ کی طرح قربانی کا گوشت پہنچانے سے ان کی طبعی تندی

ترشی اور حالات سے پیدا شدہ نفرتیں کم ہوں گی۔ غضب وانتقام کی جگہ محبت واحترام پیدا ہوگا۔ لوٹ مار قتل وغارتگری کی بجائے حفاظت و خدمت کے نیک جذبات ظہور پذیر ہوں گے۔ معاشرہ میں امن وسلامتی غالب آئے گی یعنی خیر طالب اور شر مغلوب ہوگا۔ رودے اور کھالیں بھی معاشرے کے انہی پسے ہوئے لوگوں کا حق ہے۔ قصاب قطعاً کھال رودے اُجرت میں نہیں لیجا سکتے قربانی کے جانوروں پر ڈالے گئے کپڑے گھنٹیاں زنجیریں جھانجریں وغیرہ سب چیزیں غرباء کا حق ہیں۔ جب غرباء کو ان کا شرعی حق مال کی صورت میں پہنچے گا تو معاشی ناہمواری دور ہوگی اور معاشی ناہمواری کے دور ہونے سے جذبہ حسد ورقابت بھی دور ہوگا جس کا نتیجہ ہے خوشحالی مختصراً ملاحظہ کریں۔

قربانی کے فوائد:

(۱)　ایک طبقہ میں گردش زر قائم ہوئی۔ قربانی کے لیے جانور خریدے گئے۔ بیچنے والے کو مال منتقل ہوا۔ اُسے کچھ روز گھر میں رکھا، خدمت کی، گھاس دانہ کھلایا

(۲)　دوسرے طبقہ میں گردشِ زر قائم ہوئی۔ قصاب نے ذبح کیا اور مزدوری لی۔

(۳)　تیسرے طبقہ میں گردشِ زر قائم ہوئی، کھال فروخت ہوئی یا خیراتی اداروں میں تقسیم ہوئی۔

(۴)　چوتھے طبقہ میں گردشِ زر قائم ہوئی۔ رودے، زنجیر، کپڑا، جھانجر فروخت ہوئی۔ ان کی قیمت مساکین یتامیٰ، بیوگان محتاج، غریب، دینی کارکن، دینی مدارس کے مسافر طلباء واساتذہ میں مختلف صورتوں میں تقسیم ہوئی۔

(۵)　پانچویں طبقہ میں گردشِ زر قائم ہوئی۔ سرمایہ انجماد سے بچا۔ ایک ہاتھ میں نہ رہا مختلف ہاتھوں میں پہنچا ملک وقوم کو فائدہ پہنچا۔ ایسا اہم اور عظیم عمل جس سے معاشرے کے پانچ طبقوں کو فیض، نفع اور فائدہ پہنچتا ہو اس کی مخالفت کرنا کہاں کی خدمتِ انسانی اور خدمتِ حیوانی ہے۔ یا دانشمندی ہے؟ بجز اس کے کہ

بک رہے ہیں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ہاں یہ سیکولرسٹوں کا ''روشن اور لبرل اسلام'' تو ہوسکتا ہے حقیقی دین اسلام نہیں۔

قربانی اور قربانی کے جانور:

قربانی اور قربانی کے جانور شعائر اللہ میں سے ہیں۔ (پ ۱۷۔ الحج آیت ۳۶)

ایسے لوگ جو بے رحمی اور حیوانات کے انسداد کی ذیل میں قربانی کے عمل کو رد کرتے ہیں یا مال کے ضیاع کی نام نہاد حکمت کی بنیاد پر اس کو غلط قرار دیتے ہیں وہ لوگ بنیادی طور پر جاہل وظالم ہیں۔ اس لیے کہ قرآن حکیم نے قربانی اور قربانی کے جانوروں کی حیثیت دین اسلام کی علامتوں میں سے دو علامتیں قرار دی ہیں۔ دین کی علامتوں کی تعظیم دلوں کے تقویٰ کی علامت ہے۔ ان شعائر کا احترام نہ کرنے والے لوگ خلوص سے محروم ہیں۔ شعائر اللہ کی باقاعدہ وباضابطہ شرعی حیثیت وعظمت ہے۔ اس عمل کی ایک مذہبی، شرعی اور قانونی تاریخ ہے اس کی تردید، تغلیط اور توھین، احکام ومسائل اور قوانین قرآنی سے بے خبری، لاعلمی اور جہالت پر مبنی ہے۔ پھر ایسا آدمی جو قربانی جیسے عمل خیر کو روکتا ہے، اس کے خلاف ذہنوں کو ہموار کرتا ہے اور فضول قسم کی باتیں جو یاوہ گوئی اور ہرزہ سرائی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں' کرتا رہتا ہے۔ وہ معاشرے کو باہم ایک دوسرے سے کاٹنا چاہتا ہے۔

قربانی کے عمل سے معاشرہ کے تمام طبقات باہم مربوط ہوجاتے ہیں اور یہ حیوانات پر رحم کرنے والا نام نہاد مہربان انسانوں کو محبت، موّدت، ارتباط، معاشرتی ترقی سے محروم کرنے والا ظالم، سفاک اور خودغرض ہے کہ انسانوں پر رحم نہیں کرتا!

پیغام:

عید، خوش خوراکی وخوش پوشاکی اور کھیل کود کا نام ہی تو نہیں بلکہ عید عبارت ہے......

اجتماعیت ویکجہتی سے، قربانی وایثار سے، عدل وتقویٰ سے، حق شناسی وخدا خوفی سے

محبت، ادب اور اخلاص سے، مودّت اور اخوت کے پاکیزہ جذبات سے!

احکام ومسائل

● **تمہید:** قربانی جدُّ الانبیاء اور مجدّد الانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہم السلام اور سید الاوّلین، قائد المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مقدس یادگار اور ابدی سنت ہے...... حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایام قربانی میں اللہ تعالیٰ کو اپنے نام پر بہائے ہوئے خونِ قربانی سے زیادہ کوئی چیز اور عمل پسند نہیں۔ ذبح کے وقت خون کا ہر قطرہ زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی خدا کے ہاں مقبول ہوجاتا ہے۔ نیز فرمایا: ذبیحہ کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں 'ان میں سے ہر ہر بال کے بدل میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَنْ يَّنَا لَ اللهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاءُ هَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾

''اللہ کو نہیں پہنچتے' ان کے گوشت اور نہ لہو۔ لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دلوں کا ادب (خلوص)۔'' (سورۃ حج' ۳۷۔ پارہ ۱۷)

قربانی: بعض اسلام دشمن عناصر جن کو مخلوق خدا کی فلاح کا بہت زیادہ ''درد'' اٹھتا ہے' وہ اس نظریاتی مملکت میں برسوں سے زہر پھیلا رہے ہیں اور خصوصیات کے ساتھ جدید تعلیم سے روشناس مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں کہ قربانی ''مولوی ازم'' کی ایجاد ہے، کتنا بڑا ظلم ہے کہ ہزاروں لاکھوں روپے کا خون بہا دیا جائے، اس میں انسانیت کی کیا خدمت ہے؟ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تو صرف ''مکہ'' میں ہی فرض ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں قربانی نہیں دی۔ کوئی شخص بھی اس بات کا مجاز نہیں کہ دین متین میں ایک حرف کی بھی تبدیلی کرسکے۔ قربانی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور ہر صاحب نصاب مسلمان پر واجب ہے۔ جو چودہ سو سال سے ادا کی جارہی ہے۔ خود حضور ﷺ نے اور ان کے بعد ان کے صحیح جانشین خلفائے راشدین نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور امت کی مسلّمہ شخصیتوں نے ادا کی اور کروائی۔ یہ کہنا کتنا بڑا دجل ہے کہ ختم المرسلین ﷺ نے صرف مکہ میں قربانی کی۔ حالانکہ احادیثِ صحیحہ میں اس کا ثبوت موجود ہے کہ مدینہ میں بھی قربانی ہوئی اور لاکھوں مربع میل میں پھیلی ہوئی اسلامی سلطنت میں بسنے والے مسلمانوں نے اس سنت کو ادا کیا۔

حضور ﷺ نے مدینہ میں قربانی کی:

﴿عن ابن عمر 'قال اقام رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم بالمدينه عَشَرسِنِيْنَ يُضَحِّىْ﴾

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دس برس مدینہ میں قیام فرمایا اور قربانی دی: (ترمذی ص ۱۸۲، مسند احمد ج ۷ ص ۵۷)

﴿عن ابن عباس قال کنّا مع رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فی سفر فحضر الا ضحی فاشتر کنا فی البقرۃ سبعۃ وفی البعیر عشرۃ﴾ (ترمذی ص ۱۸۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سفر میں تھے کہ سفر میں ہی قربانی کا دن آ گیا تو ہم قربانی کی گائے کے سات حصوں اور اونٹ کے دس حصوں میں شریک ہوئے۔

جمہور علماء کے نزدیک اونٹ میں دس حصوں والا حکم منسوخ ہو گیا اور سات حصوں والا حکم جاری ہوا۔ اسے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ذکر کیا ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ۔ ص ۱۲۸)

ان ہر دو روایات کی روشنی میں یہ بات قطعیت کے ساتھ واضح ہو گئی کہ حضور ﷺ نے سفر میں بھی قربانی کی اور مدینہ میں بھی، اس کے بعد اس قسم کی لغو اور بے بنیاد باتوں کی کوئی گنجائش نہیں رہتی اور یہ حدیث ان کے قول کے بطلان کے لیے دلیل کا ایک طمانچہ ہے۔

اہل اسلام سے التماس ہے کہ وہ اس قسم کی لغویات پر دھیان نہ دیں اور دین متین کی حفاظت کرتے ہوئے اور محبت رسول ﷺ سے سرشار ہو کر اس سنت کو خوب ذوق وشوق سے ادا کریں تاکہ روزِ محشر بارگاہِ رب العزت میں نجات کا سبب اور اللہ کے محبوب ﷺ کی شفاعت کے مستحق بنیں۔ خداوندِ قدوس ہم سب کو سختی سے اسلام کے اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **امین ،ثمّ امین**

مختصر مسائل قربانی:

- ہر آزاد عاقل بالغ مسلمان جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا رکھتا ہو، یا ان دونوں سے جتنی مالیت کی جائیداد یا مال تجارت کا مالک ہو، اس پر عید الاضحیٰ یعنی ذوالحجہ کی دس تاریخ کو صبح صادق طلوع ہونے سے لے کر بارہویں ذوالحجہ کی شام تک چند مخصوص حلال جانوروں میں سے کسی ایک قسم کے جانور کو حکم الٰہی اور سنت نبی ﷺ کی پیروی میں ذبح کرنا واجب ہے، جسے شرعی زبان میں اُضْحِیَّہ اور ہماری بول چال میں قربانی کہتے ہیں۔
- قربانی کے لیے مذکورہ بالا مالیت پر زکوٰۃ کی طرح سال کا پورا ہونا شرط نہیں۔
- جن لوگوں پر صدقۃ الفطر واجب ہوتا ہے، انہی پر قربانی واجب ہے اور جیسے صدقۃ الفطر اپنی ذات پر واجب ہوتا ہے، اہل و عیال کی طرف سے از خود دینا نفلی عبادت ہے، ایسے ہی قربانی بھی صرف اپنی ذات پر واجب ہے۔ البتہ دوسرے کی طرف سے ثواب کے طور پر یا وکیل بن کر قربانی کرنا درست ہے۔
- کسی کے پاس بالکل مال نہ تھا، لیکن اچانک کسی طرح دسویں کی صبح کو یا بارہویں کو غروب آفتاب سے پہلے مذکورہ بالا مالیت حاصل ہو گئی تو اس پر قربانی واجب ہے۔
- ایسے شخص نے کسی کی غیر موجودگی میں اس کی طرف سے اجازت کے بغیر قربانی دے دی وہ ادا نہ ہوئی، بلکہ غائب پر بدستور واجب رہے گی۔

● صاحب مال آدمی اگر مقروض ہے تو ادائے قرض کے بعد مذکورہ بالا مالیت باقی بچے تو قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔

● اگر کسی شخص پر قربانی واجب نہ تھی اور اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا اور ایسے ہی کسی نے کوئی منّت مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں قربانی دوں گا اور اتفاقاً وہ کام بھی ہوگیا، تو اس پر قربانی واجب ہوگئی لیکن منت والی قربانی کا گوشت خواہ وہ امیر کی طرف سے ہو یا غریب کی طرف سے نہ خود کھانا جائز ہے اور نہ ہی صاحب حیثیت افراد کو کھلانا، کیونکہ منت بھی ایک صدقہ ہے اور صدقہ مساکین اور فقراء کا حق ہوتا ہے، اگر بھول کر کھا لیا یا کھلا دیا' تو اتنی ہی مقدار میں مزید گوشت خیرات کرنا واجب ہوگا۔

● مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ البتہ سفر میں کسی جگہ پندرہ دن تک ٹھہرنا ہوگیا تو قربانی واجب ہوگی۔

● دیہات میں رہنے والوں کے لیے نماز عید سے پہلے قربانی جائز ہے۔

● شہر اور قصبوں میں رہنے والوں کے لیے نماز عید ادا کرنے سے پہلے قربانی جائز نہیں۔

● اگر کسی شخص نے قربانی میں اتنی تاخیر کردی کہ بارہویں تاریخ کو غروب آفتاب تک بھی قربانی نہ کرسکا، اگر جانور خرید چکا تھا ،تو وہی جانور خیرات کردے، اگر جانور نہیں خریدا تھا، تو ایک بھیڑ یا بکری کی قیمت خیرات کردے۔

● اگر کسی نے قربانی کا جانور پالنے کے لیے کسی کو دے دیا تو پالنے والا اس کا مالک نہیں ہوسکتا، نہ ہی اسے بیچ سکتا ہے۔ بیچنا ہو تو اصل مالک کی اجازت حاصل کرنا ہوگی۔

● **قربانی کے جانور:**

بکرا، بکری، مینڈھا، بھیڑ، دنبہ، دنبی، بیل، گائے، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی' ان چھے حلال جانوروں میں سے ایک قسم کا جانور ہونا ضروری ہے، ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی جائز نہیں۔

قربانی کے جانور کی عمر:

اس ترتیب کے مطابق ہونی چاہیے۔ بکرا، بکری' ایک سال، گائے، بیل، بھینس، بھینسا' دو سال، اونٹ، اونٹنی پانچ سال کا ہونا ضروری ہے البتہ بھیڑ، مینڈھا، دنبہ، دنبی اگر اتفاقاً تندرست اور موٹے تازے ہوں کہ ایک سال کی عمر والے ہم جنسوں میں چھوڑ دینے سے دونوں میں کوئی فرق معلوم نہ ہو، تو ایسے چھے مہینے کے دنبے، دنبی، مینڈھا، بھیڑ کی قربانی جائز ہوگی بصورت دیگر ان کے لیے ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔

قربانی کے جانور کی کیفیت:

قربانی کا جانور خوب صحت مند موٹا تازہ، بے عیب ہونا چاہیے۔ اگر کچھ دبلا پتلا ہو تو جائز ہے لیکن ایسا مریل جانور جس کو سہارا دیکر چلایا جائے، قربانی کے لیے جائز نہیں۔

قربانی کا جانور ان عیوب سے پاک ہونا چاہیے:

ٹوٹے ہوئے سینگ نہ ہوں۔ ایک کان کا تہائی سے زائد حصہ کٹا ہوا نہ ہو۔ اندھا نہ ہو، یا اس کی ایک آنکھ کی تہائی یا تہائی سے زائد روشنی ضائع نہ ہو۔ جس کا ابتدا سے کوئی دانت نہ ہو۔ جس کی تہائی یا تہائی سے زائد دُم کٹی ہوئی نہ ہو۔ مرض یا چوٹ وغیرہ کے سبب لنگڑا نہ ہو کہ صرف تین پاؤں پر چل سکے اور چوتھا پاؤں زمین پر نہ رکھ سکے اور گھسیٹتا رہے۔ مادہ حاملہ نہ ہو۔

قربانی کے جانور میں حصہ:

● بکرا، بکری، بھیڑ، مینڈھا، دنبہ، دنبی' ان میں حصہ داری نہیں ہوسکتی، گائے بیل بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی میں سات افراد حصہ دار بن سکتے ہیں، سات سے زائد کی قربانی جائز نہ ہوگی۔

● جس جانور میں سات افراد شریک ہوں' سب کو برابر تول کر گوشت تقسیم کرنا چاہیے کمی بیشی سے تقسیم جائز نہیں۔

● قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل سنت اور مستحب ہے' خود نہ کرسکتا ہو تو پاس کھڑا ہونا بہتر ہے، قربانی کے لیے افضل دن دسویں کا ہے۔ باقی دو دنوں میں بھی درست ہے۔ قربانی کا صحیح وقت دن کا ہے' رات کو کرنا بہتر نہیں۔ کیونکہ بعض اوقات صحیح ذبح نہیں ہوسکتا، ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

● ذبح کے وقت دعا:

﴿اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّ مَااَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ Oاِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَOلَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَO﴾

اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہہ کر جانور کو ذبح کرے اور مکمل دعا یاد نہ ہو تو صرف اتنا کہنا ہی کافی ہے۔ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ۔ بغیر تکبیر کہے ذبح کرنا جائز نہیں۔ جب ذبح کر چکے تو پھر یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ ''اے اللہ! یہ قربانی میری طرف سے پسند اور منظور کر لیجیے۔'' اگر اپنے سوا کسی اور کی طرف سے بغرض ثواب یا بطور ادائے فرض دینا ہو تو ''مِنِّیْ'' کی جگہ ''مِنْ'' کے بعد اس شخص کا نام لے' جس کی طرف سے دے رہا ہے۔ پھر آگے یہ الفاظ کہے: کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام۔
''جیسے کہ آپ نے اپنے پیارے حضرت محمد ﷺ اور اپنے خاص دوست حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قربانی پسند فرمائی۔''

قربانی کی کھال یا اس کی قیمت کا مصرف:

قربانی کے جانور کی کھال قصاب وغیرہ کو مزدوری میں دینا جائز نہیں۔ کھال یا اس کی قیمت مستحقین میں خیرات کر دیں۔ دینی مدارس کے مسافر طلباء بھی اس کے مستحق ہیں۔ عصر حاضر میں طاغوتی اور سامراجی قوتوں کے دینی مدارس کے خلاف عزائم و منصوبوں کو ناکام بنانے اور مدارس کے مالی استحصال کا مقابلہ کرنے کے لیے مدارس ہی ان کا بہترین مصرف ہیں۔

گوشت کی تقسیم:

گوشت کے مختلف حصے کر کے بہتر تو یہ ہے کہ تول کر تقسیم کرے۔ غرباء، مساکین، یتامیٰ، مسافر اور اپنے عزیز واقارب واحباب سب کو دے۔ کھال، رسی، زنجیر، گھنگرو، جھانجر، دوپٹہ یا گوشت بطور مزدوری دینا جائز نہیں۔ مزدوری نقد طے کرنا چاہیے۔ یہ تمام چیزیں یا ان کی قیمت صدقہ کردے۔

نمازِ عید کے متعلق کچھ باتیں:

شب عید کو نوافل ادا کرنا، توبہ استغفار کرنا، عید کے لیے اوّل وقت میں نہانا، اپنی حیثیت کے مطابق اچھے کپڑے پہننا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا سنت ہے۔ نماز کے لیے ایک راستہ سے جانا اور راستہ بدل کر آنا سنت ہے، راستہ میں ان

تکبیرات کا مناسب آواز میں پڑھنا سنت ہے۔ااَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔قربانی کرنے والے کے لیے بہتر ہے کہ نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھائے۔

ترکیب نمازِ عید:

پہلی رکعت:

تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر باندھ لیں، سبحانک اللّٰھم تمام پڑھیں، پھر تکبیریں کہیں پہلی اور دوسری تکبیر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں، تیسری تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں، پھر امام قرأت کرے گا، باقی حسبِ معمول پوری کریں۔

دوسری رکعت:

جب امام فاتحہ اور سورۃ پڑھ چکے تو امام کے ساتھ چار تکبیریں کہیں پہلے تین مرتبہ تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دیں اور کھڑے رہیں چوتھی تکبیر کہنے پر رکوع میں جائیں۔باقی ارکان حسبِ معمول پورے کریں اور سلام کے بعد دعا مانگ لیں۔

خطبہ عید:

جیسے جمعہ میں نماز سے پہلے خطبہ سننا واجب ہے۔اسی طرح عیدین میں نماز کے بعد خطبہ سننا بھی واجب ہے۔خطبہ سنے بغیر عیدگاہ سے جانا گناہ ہے۔عیدین کو جماعت کے ساتھ ہی ادا کرنا چاہیے۔جماعت چھوٹ جانے کی صورت میں قضاء لازم نہیں ہوگی۔

تکبیر التشریق:

ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو نمازِ فجر کے بعد سے تیرہویں کی نمازِ عصر تک پانچ دنوں کے وقت کو''ایام التشریق'' کہتے ہیں۔ان دنوں میں اکیلے یا باجماعت ہر فرض نماز کے بعد اونچی آواز کے ساتھ ایک بار''تکبیر التشریق'' کہنا واجب ہے۔تکبیر یہ ہے:الله اکبر ،الله اکبر ،لااله الا الله والله اکبر ،الله اکبر ،ولله الحمد

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل اور یوم الحج کا روزہ:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے عشرہ ذوالحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔اس عشرہ میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے۔''(ترمذی وابن ماجہ)

قرآن کریم میں سورۃ والفجر میں اللہ تعالیٰ نے دس خاص راتوں کی قسم کھا کر ان کی اہمیت ظاہر فرمائی ہے۔امت کے جمہور علماء کے نزدیک ان دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔ذوالحجہ کی آٹھویں اور نویں تاریخ کی درمیانی رات عبادت میں مشغول رہنا اور نویں تاریخ میں یوم الحج یا یوم عرفہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔اس رات اور دن کی بڑی فضیلت ہے۔۹رذی الحجہ کا روزہ رکھنے سے گزشتہ ایک سال اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان عبادات اور فرائض واجبات کو ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔(آمین)

واللّٰہ الموفق وھوا المستعان وعلیہ التکلان

❖❖❖❖

مولانا نورالحسن کاندھلوی (کاندھلہ، انڈیا)　　　　قسط:۱

صحابۂ کرام، خصوصاً سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے سیدنا علی اور خانوادہ حسنین رضی اللہ عنہم کی متواتر رشتہ داریاں

حضرت حق جل مجدہٗ نے اس انسان کو اپنی تمام مخلوقات میں سب سے افضل قرار دے کر، اس کو اپنی خلافت و نمائندگی کا تاج اور اعزاز عطا فرمایا تھا، پھر ان انسانوں میں سے دو برگزیدہ ترین جماعتوں کو اپنے خاص الخاص فضل وکرم سے نواز کر، ایسا غیر معمولی مرتبہ بخشا جوان کے علاوہ اس پوری کائنات میں کسی اور کا مقدر اور نصیب نہیں ہوا، یہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔

مقام صحابہ:

حضرات صحابہ کی جلالت شان، عظمت واحترام، جامع کمالات انسانی اور پیکر انسانیت ہونے کے علاوہ، ان کے شرف وسعادت کے لیے یہی بہت ہے کہ ان کو اور ان کی مقدس جماعت کے ہر اک فرد کو اپنی حیات کا کچھ حصہ، کچھ دن، یا چند لمحات، فخر کائنات، سید موجودات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور زیارت وصحبت کے میسر آئے۔ اسی کمال اور اختصاص کی وجہ سے قرآن کریم میں بھی کئی موقعوں پر حضرات صحابہ کی بلند شان، عالی رتبہ، رحمت وکرم کی بارشوں، رضوان مغفرت کی بشارت کے علاوہ اور بھی مختلف پہلوؤں سے تذکرہ فرمایا گیا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا [الفتح: 29]

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے کہ (اللہ کے آگے اور) جھکے ہوئے سربسجود ہیں اور اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی طلب کر رہے ہیں (کثرت) سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے یہی اوصاف تورات میں (مرقوم) ہیں اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر نال پر سیدھی کھڑی ہوگئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کو جلائے، جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ ان سے اللہ نے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا۔ (ت: مولانا فتح محمد صاحب جالندھریؒ)

حضرات صحابہ کے تذکرہ وتحسین پر مشتمل آیات کریمہ کو پڑھیئے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے خاص رفقاء کرام، آپ کی بابرکت صحبتوں سے فیضیاب و مفتخر ہونے والے حضرات کا انتخاب بھی نظام قضاء وقدرت نے اسی وقت فرمالیا تھا جب حضرت محمد ﷺ بن عبداللہ کے آخری رسول اور خدا کے کلام کے اول مخاطب و مورد ہونے کا فیصلہ فرمایا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قدیم آسمانی کتابوں میں جہاں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک اور بشارات شریفہ آئی ہیں، وہیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے احوال وصفات اور بعض کا گویا تعارف بھی درج ہے۔ ان بشارتوں کی احوال صحابہ سے مطابقت، بے شمار افراد کے قافلۂ اسلام داخل ہونے کا ذریعہ بنی ہے۔

عظمت صحابہ:

یہی دائمی ابدی حقیقت ہے جس کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نہایت دلنشیں اسلوب اور خوبصورت الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰہ نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد خیر قلوب العباد فاصطفاہ لنفسه وابتعثه برسالته ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلّی اللّٰه علیه وسلّم فوجد قلوب اصحابه خیر قلوب العباد فجعلهم وزراء نبیه یقاتلون علی دینه فما رآہ المومنون حسناً فهو عند اللّٰه حسن فما رآہ المؤمنون سیئا فهو عنداللّٰه سیء. (رواہ احمد فی مسندہ. تحقیق علامه شیخ احمد محمد شاکر، رقم الحدیث: ۳۶۰۰، ص: ۵۵، ج: ۳. (دار الحدیث قاهرہ: ۱۴۱۶ ھ) نیز ملاحظہ ہو: شرح عقیدۃ الطحاویة فی العقیدۃ السلفیة. تحقیق علامه احمد محمد شاکر. ص: ۴۱۷ (مکتبه الریاض الحدیثة ریاض، بلاسنه)

اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو تمام دلوں میں اعلیٰ ترین پایا، اس لیے اس کو اپنے لیے منتخب فرمایا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب کے بعد) باقی مخلوق کے دلوں پر نظر فرمائی تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے دلوں کو تمام مخلوقات میں سب سے بہتر پایا، تو ان کو اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشیر اور مددگار بنادیا، جو اس کے دین کے لیے جدوجہد اور کوشش فرماتے رہے۔

کسی صحابی کی شان میں لب کشائی:

اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ سَبَّ اصحابی فعلیه لعنة اللّٰه والملائکة والناس اجمعین. (۱)

جس نے میرے کسی صحابی کو کچھ نازیبا کہا، اس پر اللہ کی اور اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔

(۱) رواہ الطبرانی عن ابن عباسؓ، وفیه عبداللّٰه بن خراش وهو ضعیف. مجمع الزوائد، للهیثمی ص: ۲۱، جلد: ۱۰۔ اسی مضمون کی ایک اور روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی منقول ہے، جس کو بزار نے اپنی مسند میں اور امام طبرانی نے مسند اوسط وکبیر میں نقل فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد، صفحہ مذکور۔

صحابہ رضی اللہ عنہم پر لعن طعن کرنے والوں کے متعلق اُمّت کا اجماعی موٴقف اور عقیدہ:

اس ارشاد عالی اور دیگر بہت سی احادیث شریفہ کی وجہ سے اہل سنت والجماعت کا مسلمہ اور اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ:

الصحابة کلهم عدول　　　تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہایت سچے اور برحق ہیں

اسی پس منظر میں علامہ جلال الدین دوانی نے شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے کہ:

ثم فی مناقب کل من أبی بکر و عمر و عثمان و علی والحسن والحسین و غیرهم من اکابر الصحابة أحادیث صحیحة و ما وقع بینهم من المنازعات و المحاربات فلها تاویلات، فسبهم والطعن فیهم ان کان مما یخالف الادلة القطعیة فکفر.

(شرح العقائد النسفیة، ص: ۱۱۶ (مطبع یوسفی لکھنؤ: بلا سنہ)

پھر اکابر صحابہ، ابوبکر، عمر، عثمان، علی اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم وغیرہ میں سے ہر ایک کے مناقب کے متعلق صحیح احادیث موجود ہیں اور ان حضرات کے آپس میں جو اختلاف اور مشاجرات ہوئے، تو ان کی مختلف وجوہات اور تاویلات ہیں۔ اس لیے ان حضرات (اور اسی طرح کسی اور صحابی کو بھی) برا بھلا کہنا، جو ادلۂ قطعیہ کے خلاف ہو، کفر ہے۔

یعنی جو شخص بھی اس قدسی صفات، مقدس جماعت یا اس کے کسی بھی فرد اور رکن کے خلاف دل میں یا زبان پر کچھ بات رکھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی معتمد و ہم مجلس سے بدگمانی کرے اور العیاذ باللہ! اس سے بڑھ کر، ان میں سے کسی پر بھی کوئی الزام لگائے، ان کے خلاف زبان کھولے اور اپنی زبان کو سبّ وشتم سے ناپاک و آلودہ کرے، وہ اُمّت کے اجماعی فیصلہ کے مطابق، بلا شک وشبہ دائرہ اسلام سے خارج اور جماعت مسلمین سے بے تعلق ہے۔

علامہ قرطبی نے اپنی شہرۂ آفاق تفسیر میں فیصلہ کن غیر مبہم الفاظ میں لکھا ہے کہ:

فمن نسبه او واحدا من الصحابة الی کذب فهو خارج عن الشریعة مبطل للقرآن طاعن علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ..و متی ألحق واحدا منهم تکذیباً فقد سبَّ لأنه لا عار و لا عیب بعد الکفر باللّٰه أعظم من الکذب وقد لعن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من سب أصحابه فالمکذب لأصغرهم (ولا صغیر فیهم) داخلٌ فی لعنة اللّٰه شهد بها رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم.

(الجامع لاحکام القرآن، سورة الفتح، ص: ۲۹۸، ج:۱۶ دار الکتب العربی، للطباعة والنشر: قاهرہ. ۱۳۸۷ھ)

جس کسی نے حضرات صحابہؓ میں سے کسی ایک کے خلاف بھی زبان کھولی اور ان پر کذب بیانی کا الزام لگایا، وہ دین وشریعت سے بے تعلق ہے، قرآن مجید کو معاذ اللہ باطل کرنے والا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرنے والا ہے اور جب اس نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کا دامن بھی کذب سے وابستہ کیا، تو گویا اس نے گالی دی، کیونکہ کفر کے بعد، جھوٹ کے الزام سے بڑھ کر کوئی عیب اور شرم دلانے کی بات نہیں ہے اور بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے، جس کسی صحابی کو ناز یبا بات کہے۔ اس لیے ان میں سے چھوٹے سے چھوٹے صحابی (اور درحقیقت ان میں کوئی بھی چھوٹا نہیں ہے) کی طرف کذب اور غلط بیانی منسوب کرنے والا اللہ کی لعنت میں داخل ہے، اس کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دی ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لا تسبوا أصحاب محمد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فلمقام أحدهم ساعة یعني مع النبيّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم خیر من عمل أحدکم أربعین سنة.

(رواه ابن بطه، شرح عقیدة الطحاوی. تحقیق: علامه احمد محمد شاکر. ص: ۴۱۷(مکتبة الریاض الحدیثة، ریاض بلاسنه)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو برا بھلا مت کہو، کیونکہ ان کی زندگی کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزرا ہوا، ایک ایک لمحہ تمھاری چالیس سال کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ: صحابہ رضی اللہ عنہم کی خدمت نبوی میں ایک ساعت، تمھاری پوری زندگی سے بہتر ہے۔

لا تسبوا أصحاب محمد صلی اللّٰه علیه وسلّم فلمقام أحدهم ساعة خیر من عمل أحدکم عمره.

(رواه ابن ابی شیبة فی مصنفه، رقم الحدیث: ۳۳۰۸۲، ج:۱۷، ص:۳۰۷. تحقیق شیخ محمد عوامه، (عکس طباعت کراچی: ۱۴۲۸ھ)

صحابہ رضی اللہ عنہم کی خدمت نبوی میں ایک ساعت، تمھاری پوری زندگی سے بہتر ہے۔

چند گم کردہ راہ افراد: مگر یہ کتنی بدنصیبی، کس قدر، بلکہ آخری درجہ کی بے توفیقی اور محرومی ہے کہ ایسی ایسی واضح ہدایات و احادیث سے واقفیت کے باوجود، کوئی بھی شخص خصوصاً ایسے افراد جو محبت اہل بیت اور خانوادہ حسنین کو اپنا مقصد زندگی کہتے ہوں، جانتے بوجھتے قدسیوں کی اس جماعت، یا اس کے کسی ایک فرد کی نسبت بھی دل میں کچھ بات رکھے، یا خدانخواستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صحبت کے، کسی بھی حاضر باش اور معتمد کے متعلق نازیبا لب کشائی کرے اور ان پر زبانی طعن کردراز کرے، کیوں کہ خدانہ کرے، اگر ان میں سے کسی کے متعلق بھی کچھ کہا جاتا ہے تو ان کے حوالہ سے دین وشریعت کے جو احکامت معلوم ومدوّن ہیں ان کی کیا حقیقت باقی رہ جائے گی۔ ان حضرات کو مطعون ومجروح کرنا، درحقیقت دین و شریعت کے ان اصولوں اور ہدایات کو مجروح کرنا ہے جو ان کے حوالے سے منقول اور اُمّت کے زیرِ عمل ہیں۔ اسی کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی نے ایک مکتوب میں رقم فرمایا ہے:

”قرآن وشریعت را اصحاب تبلیغ نموده اند، اگر ایشاں مطعون باشند، طعن در قرآن ودر شریعت لازم می آید، قرآن جمع حضرت عثمان است علیہ الرضوان، اگر عثمان مطعون است، قرآن ہم مطعون است۔“

(مکتوب پنجاہ و چہارم، دفتر اوّل، ج: دوم، ص: ۴۸ مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری (مکتبۃ القدس کوئٹہ)

قرآن وشریعت اصحاب (نبی) نے پہنچایا ہے، اگر وہ قابل اعتراض ہیں تو قرآن مجید اور شریعت میں اعتراض اور شبہ ضروری ہوگا۔ قرآن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جمع کیا ہوا ہے، اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر شبہ اور اعتراض ہے تو قرآن پر بھی شبہ اور اعتراض ہے۔

اسی بات اور فیصلہ کو جلیل القدر مفسر قرآن، علامہ قرطبی نے (ہارون رشید کی مجلس کا ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے) عمر بن حبیب کے الفاظ میں بالکل صاف کر دیا ہے۔فرماتے ہیں:

اذا کان الصحابة کذابین فالشریعة باطلة و الفرائض والاحکام فی الصیام والصلوٰة والطلاق والنکاح والحدود کلها مردودة غیر مقبولة.

اگر خدانہ کرے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نا قابلِ اعتبار ہیں تو شریعت باطل ہے۔تمام فرائض اور احکامات الٰہیہ، روزہ، نماز، طلاق، نکاح اور حدود وغیرہ سب نا قابل اعتبار اور نا قابل قبول ہیں۔

(الجامع لاحکام القرآن، ص: ۲۹۹، ج: ۱۶ (دار الکتب العربی، للطباعة و النشر . قاهره ۱۳۷۸ ھ)

مگر عبرت کی جا ہے، زوال کہاں تک:

لیکن یہ نہایت سخت فیصلے بھی ایسے گم کردہ راہ لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی نہیں ہوئے، وہ ان سب تعلیمات و ہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم پر اعتراضات کرتے ہیں اور اس میں یہاں تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ، حضرت شاہ عبدالعزیز کی صراحت کے مطابق:

''لعن عمر را ترجیح دہند، بر ذکر الٰہی و تلاوت قرآن مجید'' (تحفہ اثناعشریہ فارسی، ص: ۵۶۲۔ (مطبع ثمر ہند لکھنؤ: ۱۲۹۵)

حضرت عمر کو برا بھلا کہنے کو (اس درجہ ضروری اور اہم سمجھتے ہیں کہ) اس کو ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مجید پر ترجیح دیتے ہیں۔

یہی نہیں بلکہ اس سے بھی تجاوز اور جسارت کرتے ہیں کہ:

''لعن کبراء صحابہ و ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را، عبادت عظمیٰ دانند''

بڑے جلیل القدر صحابہ کرام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر طعن کرنا اہم ترین عبادت سمجھتے ہیں۔

(تحفہ اثناعشریہ فارسی، ص: ۵۶۲۔ (مطبع ثمر ہند لکھنؤ: ۱۲۹۵ھ)

اور حضرت شاہ صاحب کے یہ ارشادات ایسے مضبوط دلائل سے ثابت ہیں کہ ان کی تردید ممکن ہی نہیں، گزشتہ دور میں ہی نہیں بلکہ حال میں بھی بعض شیعہ اہلِ قلم نے اپنے نظریہ کی تائید میں جو کچھ لکھا ہے اس سے ان سب باتوں کی بلا تامل تصدیق وتوثیق ہو رہی ہے۔

(یہاں مجھے ایک کتاب کا نام اور حوالہ لکھتے ہوئے قلبی اذیت ہو رہی ہے، مگر اس کے بغیر یہ بات مکمل نہیں ہو گی۔گزشتہ دنوں ایک نہایت دل آزار، اور ناپاک کتاب ''توضیح الغراء'' تالیف: عباس ارشاد نقوی۔ جو حسینی اکاڈمی، لکھنؤ سے چھپی تھی، ۲۰۰۵ء کا ایڈیشن سامنے ہے، اس کتاب میں ان تمام باتوں کی شیعوں کے معتبر حوالوں سے تذکرہ کیا گیا ہے، جن کا علمائے اہل سنت تذکرہ فرماتے ہیں اور اہلِ تشیع اس کا انکار کرتے رہتے ہیں، **فیا لاسف!**)

(جاری ہے)

سید محمد کفیل بخاری

امرتسر میں خلیفۂ قادیان کی آمد......اور

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کا تعاقب

خطیب الاُمّت، بطلِ حریت، امیر شریعت، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انگریز سامراج اور اس کے خود کاشتہ پودے فتنۂ ارتداد قادیانیت کے خلاف جو جہاد کیا وہ تاریخ کا زرّیں باب ہے۔ محدّثِ کبیر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے مارچ ۱۹۳۰ء میں انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ اجتماع میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے ہاتھ پر پانچ سو علماءِ حق کی معیت میں بیعت کر کے اُنھیں امیر شریعت منتخب کیا اور فتنۂ قادیانیت کے تعاقب و محاسبہ اور بیخ کنی کی ذمہ داری اُنھیں سونپی۔ اگرچہ حضرت امیر شریعت اپنے زمانۂ طالب علمی ۱۹۱۴ء سے ہی امرتسر میں قادیانیت کے خلاف علمِ جہاد بلند کیے ہوئے تھے لیکن حضرت علامہ حضرت انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی سرپرستی میں مجلس احرارِ اسلام کے سٹیج سے قادیانیت کا عوامی اور اجتماعی محاسبہ کر کے انھوں نے نہ صرف مسلمانوں کے ایمانوں کا تحفظ کیا بلکہ قادیانیت کو بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ذلت و رسوائی کے گڑھے میں پھینک دیا۔

مرزا قادیانی کا جانشین بیٹا موسیو مرزا بشیر الدین محمود ۱۹۲۰ء میں قادیانیت کی تبلیغ کے لیے امرتسر آیا تو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے ساتھ مل کر اس کے دجل و کذب کا پردہ چاک کیا اور اُسے جلسہ چھوڑ کر فرار ہونے پر مجبور کر دیا۔ ذیل میں اس تاریخی واقعہ کی ایمان افروز روداد قارئین کی نذر کی جا رہی ہے جو اخبار ''اہل حدیث'' امرتسر ۳۰؍ اپریل ۱۹۲۰ء کو شائع ہوئی۔ اس واقعہ کو خود حضرت امیر شریعت نے بھی ایک مجلس میں بیان فرمایا تھا، جسے آپ کے فرزند حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مرتبہ کتاب ''بخاری کے زمزمے'' (خطباتِ امیر شریعت) کے آغاز میں نقل کیا ہے۔ اس تاریخی واقعہ کو دونوں حوالوں سے قارئین کی نذر کیا جا رہا ہے۔ نیز ابنِ امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ۶؍ نومبر ۱۹۸۷ء کو کیمبرج یونیورسٹی ہال (برطانیہ) میں منعقدہ قادیانیوں کے ایسے ہی ایک جلسے کو قرآن کریم کی تلاوت کر کے درہم برہم کر دیا تھا اور قادیانی سٹیج چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے۔ قادیانیت کے محاسبہ و تعاقب کی جدوجہد کے ان تاریخی اور واقعات کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

''فروری ۱۹۲۰ء کے آخری عشرہ میں خلیفہ قادیان مرزا محمود صاحب امرتسر وارد ہوئے۔ ۲۲، ۲۳؍ فروری کو ان کے لیکچروں کا پروگرام اور انتظام تھا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ ان دنوں امروہہ اور شاہجہان پور تشریف لے گئے تھے۔ جہاں

پبلک خطابات کے علاوہ آریوں سے مناظرہ کی بھی مصروفیات تھیں۔ امرتسر میں خلیفہ قادیان کے مقابل (امیر شریعت) مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے موچہ جمایا۔ ۲۳ر فروری ۱۹۲۰ء کی دوپہر کو مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ بھی وطن واپس پہنچ گئے۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ سے اسٹیشن ہی پر ملاقات کی اور صورت حال سے آگاہ کر کے ساڑھے سات بجے شام کے جلسہ کا اعلان وانتظام کر دیا۔ پبلک کا زبردست ہجوم تھا۔ مولانا نے قادیانیت کی قلعی اچھی طرح کھولی۔ دوسرے روز ۲۴ر فروری کو محلّہ کٹرہ بھائی میں بھی ایک زبردست جلسہ ہوا۔

ایک طرف مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا امرتسریؒ مرزا محمود کا ''استقبال'' اپنی تردیدی سرگرمیوں سے کر رہے تھے۔ دوسری طرف عامۃ المسلمین نے ان کا ''استقبال'' ایک دوسرے اور نرالے ہی ڈھنگ سے کر ڈالا۔ یعنی خلیفہ صاحب کی تقریروں کے دوران نہ صرف یہ کہ آوازیں کسی گئیں۔ بلکہ ان پر اینٹ، کنکر بھی پڑے اور بے چارے خلیفہ صاحب کو اپنے باپ کی طرح بہت بے آبرو ہو کر امرتسر سے نکلنا پڑا۔

اس واقعہ پر ابھی پورے دو ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ ۱۴ر اپریل ۱۹۲۰ء کو خلیفۂ قادیانی پھر امرتسر وارد ہوئے۔ اس وقت چونکہ پورے ہندوستان میں انگریزی استعمار کے خلاف ہلچل مچی ہوئی تھی جس کا مرکز ثقل جلیانوالہ باغ کے تازہ بتازہ خونیں حادثے کے نتیجے میں......شہر امرتسر تھا۔ اس لیے قادیانیوں نے اعلان کیا کہ خلیفہ صاحب، وزیر اعظم انگلستان مسٹر لائڈ جارج کے بیانات کا جواب دیں گے۔ قادیانی حضرات چونکہ انگریزوں کے بے دام غلام اور ان کے آزمودہ آلہ کار تھے اس لیے وزیر اعظم انگلستان کے خلاف بولنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ ہاں اس فریب کے ذریعے قادیانیوں نے عوام کی ایک خاصی بڑی تعداد جمع کر لی اور خود مسلح ہو کر جلسہ گاہ ''بندے ماترم ہال'' میں پہنچے۔ اور سیاسی موضوع کے بجائے اپنے مذہب کے فروغ کے سلسلے میں تقریر شروع کر دی۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ حاضر تھے۔ خلیفہ صاحب نے اثنائے تقریر میں ایک حدیث بیان کی۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے حوالہ مانگا۔ خلیفۂ قادیان حوالہ نہ دے سکے۔ پندرہ منٹ گزر گئے اور خلیفۂ قادیان حیران وششدر کھڑے رہے۔ اس کے بعد ہنگامہ آرائی کی شکل پیدا ہوگئی۔ لیکن مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے عوام پر کنٹرول رکھتے ہوئے اپنا مطالبہ جاری رکھا۔ اور جب میاں محمود بالکل مبہوت رہ گئے تو مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے باہر نکل کر اور عوام کو باہر آنے کا اشارہ کر کے ''بندے ماترم ہال'' کے متصل اس طرح اپنا جلسہ جما دیا کہ قادیانی حضرات باہر نہ آسکے۔ خلیفہ صاحب اپنے مریدوں اور پولیس کے حفاظتی نرغے میں اپنی قیام گاہ پر پہنچائے گئے۔ جہاں سے انھوں نے اپنے والد کی طرح بہت بے آبرو ہو کر راتوں رات بذریعہ ٹرین امرتسر سے کوچۂ قادیان کا رخ کیا۔ عین اس وقت جب کہ ''بندے ماترم ہال'' کے پاس قادیانیوں کے خلاف ہنگامۂ رسوائی برپا تھا مسجد شیخ خیر الدین مرحوم میں مولانا امرتسریؒ، خلیفۂ قادیان کے ''شایانِ شان'' استقبال کے طور پر عوام کے ایک بڑے مجمع کے سامنے قادیانی

مذہب اور قادیانی سیاست دونوں کی دھجیاں فضا میں بکھیر رہے تھے۔'' (اہلحدیث امرتسر، ۳۰/اپریل ۱۹۲۰ء)

معرکۂ ختمِ نبوّت کی تفصیل۔ حضرت امیر شریعت کی زبانی:

''امرتسر میں حضرت مولانا ثناء اللہؒ نے مرزائیوں کے خلاف جو اہم کام سرانجام دیا وہ ناقابلِ فراموش ہے۔ میں گاہے ماہے ردِ مرزائیت پر ان کے خطبات و بیانات سنتا رہتا۔ وہ دل میں اتر جاتے۔ اللہ نے مجھے بلا کا حافظہ عطا فرمایا تھا۔ اب تو بیماری نے سب کچھ تباہ کر دیا۔ میری طالب علمی کا زمانہ تھا۔ میں ورزش بھی کرتا تھا۔ میرا جسم مضبوط اور گٹھا ہوا تھا۔ ایک دن میں پڑھ کے مسجد سے باہر نکلا تو سنا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا بشیر الدین آج ''بندے ماترم ہال'' میں تقریر کرے گا۔ یہ ۱۹۲۰ء کا واقعہ ہے۔ ظہر ڈھل رہی تھی، میں بھی ہال میں پہنچا اور چاروں طرف نگاہ ڈالی تو کچھ شناسا چہرے بھی نظر آئے، میں بھی آگے بڑھ کے تقریباً وسط میں بیٹھ گیا۔ میرے دائیں بائیں کوئی تیس چالیس کے لگ بھگ کرزن کٹ داڑھی والے (قادیانی) نوجوان ہاکیاں ہاتھ میں لیے بیٹھے تھے۔ میں ابھی جائزہ لے رہا تھا کہ عقبی دروازے سے مرزا بشیر ہال میں داخل ہوا۔ اس نے آتے ہی خود ساختہ خطبہ پڑھا، پھر ایک حدیث پڑھی۔

لو کان موسٰی و عیسٰی حیین لما وسعه الا اتباعی. اگر موسیٰ و عیسیٰ (علیہما السلام) زندہ ہوتے تو میری ہی اتباع کرتے۔

میں نے بجلی کی سی سرعت سے انتظار کیے بغیر کھڑے ہو کر کہا، حوالہ بتاؤ۔ مرزا بشیر نے میری بات کا نوٹس ہی نہ لیا۔ سنی ان سنی کر دی اور پھر ویسے ہی حدیث پڑھی۔ میں نے پھر کہا کہ حدیث درست پڑھو اور حوالہ بتاؤ۔ ایک مرتبہ تو مجھے یہ احساس دامن گیر ہوا کہ میں تنہا ہوں۔ پھر ایک انجانی سی طاقت نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ یہ تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ کافر کبھی بہادر نہیں ہوتا۔ باقی جو مسلمان بیٹھے ہوئے تھے ان کے چہروں پر بھی رونق و فرحت کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے تیسری مرتبہ جب حدیث کو غلط پڑھا تو میں کھڑا ہو گیا اور میں نے پوری قوت کو آواز میں جمع کر کے کہا کہ حدیث صحیح پڑھو اور حوالہ بتاؤ۔ ورنہ ایک لفظ بھی آگے کہنے نہ دوں گا۔ کیا بتاؤں کہ اللہ نے مجھ ایسے کوڑھی کو کیا عزت عطا فرمائی۔ یہ کہہ کے میں نے ایک قدم آگے بڑھایا۔ مرزا بشیر الدین کا رنگ زرد ہو چکا تھا۔ وہ الٹے پاؤں مڑا اور عقبی دروازے سے نکل بھاگا۔ جو مسلمان پہلے سے وہاں موجود تھے انھوں نے اس شان سے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ بندے ماترم ہال کے در و دیوار بھی اللہ اکبر کی گونج سے گویا لرز لرز گئے۔ پھر میں اسی سٹیج پر چڑھ گیا۔ میں نے پہلے قرآنِ حکیم کی تلاوت کی۔ پھر صحیح حدیث پڑھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صادق و امین نے فرمایا:

لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا لِمَا وَسِعَهٗ اِلَّا اِتِّبَاعِیْ. (مشکوٰۃ) اگر موسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں زندہ ہوتے تو انھیں بھی میری اتباع کے سوا چارۂ کار نہ ہوتا۔

مرزا بشیر الدین نے اپنے کذاب باپ کی طرح حدیث میں ترمیم کے گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور اس نے عیسیٰ کا لفظ حدیث میں صرف اس لیے بڑھایا ہے کہ ثابت کیا جا سکے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو موت آ چکی ہے، اگر وہ زندہ ہوتے تو میری ہی اتباع کرتے۔ اب چونکہ وہ زندہ نہیں ہیں اور وہ مر چکے ہیں لہٰذا مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ وہ آسمانوں پر زندہ موجود ہیں غلط ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اشارہ تک نہیں چہ جائیکہ نام لیا گیا ہو اور ان کی موت کی صراحت کی گئی ہو۔ اگر جنابِ عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا ذکر کرنا ہوتا تو اس وقت کرتے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد بنو ثقیف آیا تھا جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا تھا:

اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَبَّنَا حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اِنَّ عِیْسٰی یَاْتِیْ عَلَیْہِ الْفَنَاء۔ کیا تم اتنی سی بات بھی نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ حی و قیوم ہیں اور عیسیٰ (علیہ السلام) کو فنا آئے گی۔

(تفسیر درمنثور، ج:۲،ص:۲۰۳۔ تفسیر کبیر، ج:۲،ص:۳۸۸۔ تفسیر ابی المسعود، ج:۲،ص:۱۷۷)

اگر عیسیٰ علیہ السلام موت کا جامِ فنا پی چکے ہوتے تو حضور علیہ السلام رفعِ عیسیٰ کے چھے سو برس بعد بھی مستقبل کے صیغہ یـأتـی سے موت کی آمد کا اظہار نہ فرماتے۔ مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کے جھوٹے اور خارج از اسلام ہونے کے لیے یہی کافی ہے۔

میں نے عوام کو خطاب کرتے ہوئے کہا:

حضرات! ایک اور بات انتہائی توجہ کے قابل ہے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔ (بخاری) جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم بنایا۔

اس حدیث کا مفہوم و مطلب یہ ہے کہ جو بات میں نے نہیں کی، وہی بات کوئی شخص دیدہ و دانستہ میری طرف منسوب کر کے اسے حدیثِ رسول بنائے وہ جہنمی ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے نہایت ہی نامحمود عمل سرانجام دیا اور بہت ہی مردود بات کی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی موت کی بات حضور علیہ السلام کی طرف منسوب کر کے صریح کذب و کفر کا ارتکاب کیا ہے جو اس کے جہنمی ہونے کی صریح دلیل ہے۔ باپ اکذب، بیٹا کذاب اور متبعین دنیا و آخرت میں تباہ و برباد، خستہ و خراب اور مستحقِ عذاب۔

میری اس بے باکی، جرأت و بے خوفی پر مسلمانوں نے بڑھ کر میرا منہ ماتھا چوما۔ نعرہ ہائے تکبیر، اللہ اکبر اور ختمِ نبوّت زندہ باد بلند کیے اور مجھے کندھوں پر اٹھا لیا۔ مرزا بشیر الدین تو پہلے ہی بھاگ گیا تھا بعد میں اُس کے پیروکار قادیانی بھی فرار ہو گئے۔ (بخاری کے زمزمے، اپریل ۱۹۸۴) مرتب: مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

کیمبرج یونیورسٹی ہال میں معرکۂ ختمِ نبوّت

ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ نے تلاوتِ قرآن مجید سے قادیانیوں کا جلسہ ناکام بنادیا

ابنِ امیر شریعت فاتح ربوہ (چناب نگر) حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ تین مرتبہ برطانیہ کے تبلیغی سفر پر گئے۔ پہلا دورہ ۱۰/نومبر ۱۹۸۵ء تا ۱۱/دسمبر ۱۹۸۵ء، دوسرا ۱۵/ستمبر ۱۹۸۷ء تا ۲۳/دسمبر ۱۹۸۷ء اور تیسرا ۵/دسمبر ۱۹۸۹ء تا ۱۲/فروری ۱۹۹۰ء۔

دوسرے سفر میں شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حکم اور دعوت پر عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کی تیسری سالانہ ختمِ نبوّت کانفرنس منعقدہ ۲۰/ستمبر ۱۹۸۷ء ویمبلے ہال لندن میں آپ نے ایمان افروز تاریخی خطاب فرمایا۔ وہ تین ماہ برطانیہ میں مقیم رہے اور تیس سے زائد مقامات پر ختمِ نبوّت کے عنوان پر آپ نے خطبات ارشاد فرمائے۔ مجلس احرارِ اسلام کے موجودہ سیکرٹری جنرل جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور ابنِ ابوذر حافظ سید محمد معاویہ بخاری آپ کے رفقاء سفر تھے۔ اسی دورے میں آپ کیمبرج یونیورسٹی ہال (لندن) میں منعقدہ قادیانیوں کے ایک جلسے میں عرب طلباء کی دعوت پر تشریف لے گئے تھے۔ یہ ''مکالمۂ بین المذاہب'' قسم کا ایک بہت بڑا سیمینار تھا جس میں یہودی، عیسائی، ہندو، سکھ اور بدھسٹ شریک تھے اور اپنے مذاہب پر تعارفی اور معلوماتی تقاریر کر رہے تھے جب کہ اسلام اور مسلمانوں کی نمائندگی قادیانی دھوکہ باز کر رہے تھے۔ اور اسی مقصد کی خاطر انھوں نے یہ تمام شو ترتیب دیا تھا۔ ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی تلاوت کر کے قادیانیوں کے اس شو کو ناکام بنادیا تھا۔ معرکۂ ختمِ نبوّت کے اس عظیم الشان اور ایمان افروز واقعہ کی تفصیل برادرم حافظ سید محمد معاویہ بخاری نے اپنے رسالے ماہنامہ الاحرار کے شمارہ دسمبر ۱۹۹۹ء اشاعت خصوصی بیادِ ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں تحریر فرمائی تھی۔ جو قارئین کی نذر ہے۔

''لندن شہر کے معروف علاقہ ''وائٹ چیپل'' کی جامع مسجد جو کہ بنگالی بابوؤں کے زیرِ انتظام ایک بڑے دینی ادارے کی حیثیت میں موجود ہے، وہاں کے ایک بنگالی عالم حضرت شاہ جی سے ۶/نومبر ۱۹۸۷ء کا جمعہ پڑھانے کے لیے وعدہ لے گئے۔

چنانچہ جمعہ کے روز حسبِ وعدہ ہم لوگ قریباً بارہ بجے مسجد پہنچے، صوفی محمد رفیق صاحب جہلمی ہمارے گائیڈ تھے۔ نمازِ جمعہ کے بعد مدیر ماہنامہ الرشید، حافظ عبدالرشید ارشد صاحب اور مبلغ ختمِ نبوّت مولانا نذیر احمد بلوچ سے ملاقات ہوئی ان کے علاوہ دیگر کئی معتقدین کے جلو میں ہم اپنے میزبان کی رہائش گاہ پہنچے جہاں پُرتکلف چائے کا اہتمام تھا۔ عصر کی نماز ہم نے وائٹ چیپل کی جامع مسجد میں جا کر ادا کی۔ اس عرصہ میں کیمبرج یونیورسٹی کے چند طلباء کا ایک گروپ وہاں پہنچ گیا جس میں

پاکستان، سوڈان، یمن، مصر، اردن اور شام کے طالب علم شریک تھے۔ ان کی آمد کا مقصد اس وقت کسی کو معلوم نہیں تھا۔ اتفاقاً ایسا ہوا کہ ایک طالب علم نے مجھ سے پوچھا کہ یہاں کوئی عالم دین موجود ہیں؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو وہ قدرے بے تکلفی سے کہنے لگا ہم ایک ضروری کام سے یہاں آئے ہیں۔ اگر ان عالم صاحب سے ہماری بات کرا دی جائے تو مہربانی ہو گی، اسی اثنا میں طلبا گروپ کے پاکستانی رکن نے حافظ عبدالرشید صاحب سے کسی قدر تفصیل سے اپنا مدعا بیان کیا تو حافظ صاحب نے انھیں مبارک باد دیتے ہوئے کہا آپ خوش نصیب ہیں کہ آج ایک ایسی شخصیت سے ملاقات کریں گے جو دینی مشن کی نمائندہ ہے۔ یہ باتیں مسجد کے صحن میں ہو رہی تھیں جب کہ عمِ محترم ملنے والوں کے ہمراہ مسجد کے وسیع خوبصورت ہال میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حافظ عبدالرشید صاحب طلبا کے ہمراہ اندر پہنچے اور قدرے بلند آواز سے کہا:

''شاہ جی اللہ نے آج آپ سے ایک کام لینا ہے، کیمبرج یونیورسٹی سے طلباء کا یہ گروپ آیا ہے اور کچھ کہنے کا خواہش مند ہے۔''

عرب نوجوانوں کو دیکھ کر انھیں جس قدر خوشی ہو رہی تھی وہ بیان سے باہر ہے، انتہائی بے تکلفی سے فرمایا ان سے عربی میں ہی بات کروں گا۔ طلباء کے نمائندہ نے جو احوال بیان کیا وہ یہ تھا کہ:

''قادیانی گروپ ہر سال پورے یورپ کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں پروگرام ترتیب دیتا ہے جس میں مختلف ادیان و مذاہب کے نمائندوں کو مدعو کیا جاتا ہے، جب کہ مسلمانوں کی نمائندگی یہ لوگ خود کرتے ہیں۔ دینِ متین کی غلط تشریحات و تعبیرات بیان کی جاتی ہیں۔ مرزا قادیانی کو پہلے مصلح اور پھر نبی کی حیثیت سے متعارف کرانے کے لیے تدریجاً گفتگو کی جاتی ہے۔ نوجوان اور لاعلم طلباء کو گمراہ کیا جاتا ہے۔ گزشتہ دو برسوں سے یہ سلسلہ بڑی تیزی و تندی سے جاری ہے۔ عرب نوجوان جس کا نام ''احمد صالح'' تھا۔ نے بتایا کہ پچھلے سال تو ہم نے یہ پروگرام جیسے کیسے ملتوی کرا دیا تھا۔ لیکن اس بار قادیانی پوری تیاری اور رسوخ کے ساتھ اپنا پروگرام منعقد کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ ابھی اور اسی وقت ہمارے ساتھ چلیں تاکہ وہاں مسلمانوں کے نمائندہ کے طور پر آپ کو پیش کیا جا سکے۔''

عمِ محترم کا چہرہ اس وقت قابلِ دید تھا۔ جذبات و انبساط کی شدت و آمیزش نے چہرے پر عجیب جلال پیدا کر دیا تھا۔ آنکھوں میں آنسو لیے اور زبان سے الحمدللہ، الحمدللہ، الحمدللہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے...... دینی غیرت سے لبریز جلالی انداز میں فرمایا، اب ایک لمحہ بھی ضائع نہیں ہونا چاہیے۔ پھر حافظ عبدالرشید صاحب سے مخاطب ہوئے اور کہا انگریز کی ناجائز اولاد سے نمٹنے کا اللہ نے سنہرا موقع دیا ہے۔ میرے مالک تو لاج رکھ لینا۔

یہ کہتے ہوئے صوفی محمد رفیق صاحب جن کی گاڑی میں ہم لوگ مسجد تک آئے تھے انھیں ساتھ لے کر عمِ محترم گاڑی میں بیٹھ گئے۔ بہت مختصر وقت میں تین چار گاڑیوں کا ایک قافلہ بن گیا اور بغیر وقت ضائع کیے ہم کیمبرج کے لیے

روانہ ہوگئے۔ لندن شہر سے کیمبرج کی جانب سفر کرتے ہوئے وہ زیادہ تر خاموش ہی رہے لیکن جب کیمبرج کا علاقہ شروع ہوا تو اچانک پیچھے دیکھا اور مجھ سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے تمھارا ٹیپ ریکارڈر ساتھ ہے نا؟ عرض کیا جی ہاں۔ فرمانے لگے آج بہت قیمتی لمحات ہوں گے انھیں ضائع مت ہونے دینا، جو کچھ وہاں ہوا سے ٹیپ میں محفوظ کر لینا۔ عرض کیا ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

مغرب کی نماز ہم نے کیمبرج کی مسجد میں ادا کی وہاں اطراف عالم سے تعلیم کے لیے آئے ہوئے، مسلم طلباء کا ہجوم تھا اور جیسے جیسے انھیں شاہ جی کا تعارف ہورہا تھا وہ دیوانہ وار ملنے کے لیے چلے آرہے تھے۔ عمِ محترم عرب طلبا سے عربی میں بات کرتے تو وہ خوش ہوجاتے کہ کوئی ان کی بات پوری طرح سمجھ سکتا ہے۔ بعد از نماز مختصر مشاورت کے بعد یہ طے پایا کہ کسی قسم کی ہلڑ بازی کیے بغیر بہت خاموشی سے پروگرام میں شرکت کے لیے ہال میں پہنچا جائے اور پھر جیسے جیسے پروگرام بڑھتا جائے گا فیصلے ہوتے رہیں گے۔ لیکن ہوا یہ کہ جب ہم لوگ طلباء کے ہجوم کے ساتھ ہال میں داخل ہونے کے لیے پہنچے، مین گیٹ پر کھڑے ہوئے قادیانیوں نے ہمارے اندر جانے پر اعتراض کرنا شروع کر دیا۔ ان کا مطالبہ تھا کہ آپ دعوتی کارڈ دکھائیں، جب کہ ہمارا اور طلباء کا مؤقف تھا کہ اعلان کے مطابق یہ عوامی پروگرام ہے جس میں ہر کوئی شرکت کر سکتا ہے۔ بالخصوص یہاں کے طلباء کو کوئی نہیں روک سکتا۔ ایک قادیانی لڑکا جو مین گیٹ پر پولیس کے حصار میں پناہ لیے ہوئے تھا بضد رہا کہ کسی کو اندر نہیں جانے دینا۔ طلباء کے اصرار اور قادیانیوں کے انکار کے باعث خاصا شور وغل برپا ہوگیا تھا جب کہ یونیورسٹی کی انتظامیہ اس قسم کے شور شرابے کی عادی نہ تھی، معاملہ ایک دوسرے کو دھکیلنے تک پہنچا تو مزید کسی گڑبڑ کے پیش نظر انتظامیہ کو ہتھیار ڈالنے پڑے، اسی اثنا میں گیٹ پر کھڑے قادیانی نوجوان (فرخ) نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے پولیس آفیسر کو متوجہ کیا کہ اس کے پاس کیمرہ اور ٹیپ ہے جو اندر نہیں جانی چاہیے۔

پولیس آفیسر میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ اگر اندر جانے کے خواہش مند ہیں تو پھر یہ دونوں چیزیں باہر چھوڑنا پڑیں گی، میں نے ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں اسے سمجھانے کی کوشش کی کہ یہ میری قیمتی چیزیں ہیں باہر چھوڑنے کی صورت میں نقصان ہوسکتا ہے۔ لہٰذا میں انھیں اپنے ساتھ ہی لے جاؤں گا۔ عمِ محترم جو قریب قریب دروازے تک پہنچ چکے تھے مجھے اپنے ساتھ نہ پاکر دوبارہ باہر چلے آئے، دیکھا میں بحث وتکرار میں مصروف ہوں۔ پوچھا کیا معاملہ ہے؟ میں نے تمام صورت حال جلدی سے گوش گزار کر دی۔ فرمایا! کوئی بات نہیں، یہ چیزیں نہیں آنے دیتے تو نہ سہی لیکن اس پولیس آفیسر سے کہہ دو کہ ہم یہ چیزیں اسی سے وصول کریں گے۔ چنانچہ بہت تکرار کے بعد کیمرہ اور ٹیپ پولیس آفیسر جس کا نام ''پال اینڈرسن'' تھا کے سپرد کیں اور طلباء کے ہجوم کے ساتھ ہال میں داخل ہوگئے۔ کیمبرج یونیورسٹی کے وسیع ہال کی تقریباً تمام سیٹیں بھر چکی تھیں۔ لیکن عمِ محترم کے اکرام میں عرب طلباء اپنی سیٹیں چھوڑ کر عین وسط میں کھڑے ہوگئے اور بلانے لگے کہ شیخ

آپ یہاں آجایئے۔ یہ منظر اپنی جگہ دیدنی تھا۔ ہر طالب علم کی خواہش تھی کہ شاہ جی اس کی جگہ پر تشریف فرما ہوں۔ دین کی نسبت سے عزت وعظمت ملنے کا ایسا والہانہ انداز ومظاہرہ اہل برطانیہ بالخصوص کیمبرج زدہ مخلوق نے کب دیکھا ہوگا۔ فللّٰہ الحمد کہ اعزاز واکرام کا بیش قیمت تاج میرے خانوادے کے ایک فردِ جلیل کے سر پر سجا۔ یہ نا قابلِ فراموش منظر دیکھ کر فخر وشکر کے جذبات سے آنکھیں چھلک پڑیں۔ قادیانی گروہ کے افراد بھی حیرت سے دیکھتے رہے۔ شاید سوچتے ہوں کہ ایک غریب الدیار مسافر کی ایسی تکریم ان کے کسی قادیانی پادری کے حصے میں کبھی آسکتی ہے؟ پروگرام کی کارروائی شروع ہوئی، جس میں بدھ، سکھ، ہندو، یہودی اور عیسائی مذاہب کے نمائندے الٹی منطقیں، ادھورے فلسفے، تحریف شدہ آسمانی حوالے، اوتاروں اور گروؤں کی بے ہودہ داستانیں سنا سنا کر رخصت ہوتے رہے اور پھر وہ تاریخ ساز لمحات آن پہنچے جب معرکۂ حق وباطل کا طبل بج اٹھا۔ ایک معروف قادیانی لیڈر (عطاء المجیب) مسلمانوں کی نمائندگی کی دستار سنبھالے خوف وہراس سے جکڑا اِدھر اُدھر دیکھتا کاغذوں کا پلندا لیے مائیک تک آگیا۔ **لعنة اللّٰہ والملئکة والناس اجمعین.**

مرزا قادیانی کی ذریّت البغایا کا ایک فردِ خبیث، صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ ختم نبوت، آخرت کا منکر، گارنٹی شدہ جہنمی، تلاوت قرآن کی جسارت کر رہا تھا۔ ابھی اس نے اپنی مجہول سُر اور کرخت آواز میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے بعد انا اعطینک الکوثر تک ہی پڑھا تھا کہ غیورِ اعظم، اقلیم نبوّت کے آخری فرماں روا، حبیب کبریا، سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبتِ نسب رکھنے والا غیرمند، اپنے جدّ واَب کی سنت ادا کرنے اٹھ کھڑا ہوا۔

''منہ بند کر مسٹر مجیب (ZIP YOUR MOUTH)...... اب اپنی ناپاک زبان سے تم نے میرے نانا صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے والے قرآن کو پڑھا تو میں تمھارے جبڑے چیر دوں گا۔''

فضا میں رعد کی دل دہلا دینے والی گرج پیدا ہوئی اور پورا ماحول سکوت کے سمندر میں غرق ہوگیا۔ عمِ محترم کی آواز سے یوں لگا جیسے آسمان پوری قوت سے زمین کے ساتھ ٹکرا گیا ہو۔ بقول سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ:

بجلیاں ظلم کی گرتی ہوئی رک جائیں گی
اتنی شدت سے مرا رعدِ فغاں کڑکے گا

اس ہیبت ناک کڑک کے بعد ہر شخص اپنے حواس درست کرنے کی سعی میں مصروف تھا کہ ایک بار پھر عمِ محترم کی آواز گونجی لیکن یہ آواز وہ نہیں تھی۔ جو چند لمحے پہلے ہم سن چکے تھے، بلکہ یوں لگا جیسے ریگزارِ عرب کی شب میں کوئی دیوانہ اپنی مستی وسرشاری میں صرف وہ کہہ رہا ہے جو اس کے دل میں ہے اور وہ خواہش مند ہے کہ سرکش ہوا کے جھونکے اس کی دیوانگی کی گواہی دور دور تک پہنچا دیں۔ عمِ محترم قرآن پڑھ رہے تھے۔ میں نے قرآن پڑھتے انھیں سینکڑوں بار دیکھا مگر وہ لمحے...... کیا مثال دوں...... سوچتا ہوں، شاید قاتل المرتدین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یونہی قرآن پڑھا ہوگا؟ یا پھر

فرزانۂ رسول، اشداء علی الکفار، خطاب کے بیٹے عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ کے جہالت مآبوں کو اسی طرح قرآن سنایا ہوگا؟ یا پھر جدامجد، ابوالحسن، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کفار و مشرکین کے روبرو یوں تلاوت کی ہوگی؟

آہ...... گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

جو قرآن شناسا تھے، جو زبان و صوت کے کاری وار سمجھنے کی اہلیت رکھتے تھے ان عربی و عجمی حاضرین و سامعین کی تو چیخیں نکل گئیں۔ لیکن جو بد بخت مشرک و مرتد تھے، راندۂ درگاہ تھے۔ رزق جہنم تھے، مستحق عذاب الیم تھے۔ وہ بھی اس سحر بے اماں سے بچ نہیں سکے تھے۔ ان کی آنکھیں بھی ششدر، ان کے ذہن مفلوج اور دل؟ دل تو شاید پھٹ جانے کو تھے...... میں نے عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا جوشِ بیان اور سحر صوت نہ دیکھا نہ سنا۔ لیکن اپنے جدّ و اَب کی آبرو عمِ محترم سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن پڑھتے سنا بھی اور دیکھا بھی۔ اب میں تصور کر سکتا ہوں کہ عطاء اللہ شاہؒ کا جلالِ خطابت، ان کے لحنِ حجازی کا سحر، کس طرح سماعتوں اور اذہان و قلوب کو تسخیر کرتا ہوگا۔ میں نے دیکھا کہ جس مالک الملک کا کلام تھا اس نے پڑھنے والے کے گلے میں جہان بھر کی حلاوتیں انڈیل دی تھیں۔ حجازی لے اور حسنی و حسینی ہاشمی خون! اللہ اکبر

عمِ محترم نے ہاتھ بلند کیا اور بائیسویں پارہ سے سورہ احزاب کی آیات ختم نبوّت پڑھنا شروع کیں۔ **الـذيـن يبـلغون رسلٰت الله** سے **وكـان الـله بكل شئی عليمًا** تک تلاوت کی...... کلام اللہ کی قوتِ تاثیر اپنی جگہ برحق، لیکن اس وقت پڑھنے والے کے جذب و صدق کی توانائیوں کا ظہور بھی خود اپنی آنکھوں سے دیکھنا نصیب ہوا اور اس طرح کہ برسوں بعد آج بھی ہر لمحہ دل و دماغ پر نقش ہے۔ پروگرام کی صدارت ایک انگریز لیڈی میئر کر رہی تھی، اس نے تمام مذاہب کے نمائندوں کی خرافات انتہائی بے زاری و بے توجہی سے سنیں لیکن جب نزولِ قرآن جیسی کیفیت میں عمِ محترم تلاوت فرما رہے تھے اس نے میز پر پھیلے ہوئے اپنے ہاتھ سمیٹ لیے، اپنا لباس درست کیا، پھر اپنے سرخ دستی رومال کو جلدی سے سر پر اوڑھ لیا اور ہاتھ باندھ کر انتہائی مؤدب طریقے سے قرآن سننے لگی۔ ہال میں بیٹھے ہوئے ہر شخص کا چہرہ عمِ محترم کی طرف ہی تھا، کچھ دیر کے لیے لوگ پلکیں جھپکنا بھی بھول گئے تھے اور سناٹا ایسا تھا کہ شاید سوئی بھی گرتی تو اس کی آواز ہر سماعت تک پہنچ جاتی۔ تلاوت ختم ہوئی تو گویا ہال میں بیٹھا ہوا ہر شخص سحر جیسی کیفیت سے باہر آ گیا، میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی تو دیکھا کون سی آنکھ تھی جو نم نہیں تھی اور کون سی زبان تھی جو سبحان اللہ کے ورد سے معمور نہ تھی۔

عمِ محترم نے تلاوت ختم کی اور ایک بار پھر عطاء المجیب کو پکارا بلکہ للکارا، فرمایا:

'' **ايّها الجاهلون. هذا هو القرآن.** مسٹر عطاء المجیب...... سنا تم نے یہ ہے قرآن۔''

عرب نوجوانوں نے یہ سب کچھ زندگی میں پہلی بار دیکھا اور سنا تھا۔ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں اور بعض تو باقاعدہ ہچکیوں سے رو رہے تھے۔ نعرہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے ان کی حالت دیدنی تھی۔ اے کاش یہ منظر کیمرہ

سے محفوظ اور تلاوت ٹیپ ہو سکتی۔

عطاء المجیب تو بس سکتے کے عالم میں کھڑا ہی رہ گیا...... حقیقت بھی یہی تھی کہ اس کے بعد کہنے کے لیے اس کے پاس بچا ہی کیا تھا۔ مسلم طلباء کھڑے ہو گئے اور عطاء المجیب (GO BAKCK) گو بیک کے نعرے بلند ہونے لگے اور اس شدت سے کہ کان پڑی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔ یہ احتجاجی منظر دیکھ کر پروگرام کی صدر مجلس اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی اور حاضرین سے پوچھنے لگی کہ مجھے بتائیں آپ احتجاج کیوں کر رہے ہیں؟ آپ نے سب لوگوں کو بہت اطمینان سے سنا آخر ان کی بات سننے میں کیا حرج ہے؟

عمِ محترم ایک بار پھر کھڑے ہوئے لیکن رش کے باعث یہ ممکن نہ تھا کہ وہ کسی کو متوجہ کر سکتے چنانچہ کرسی پر کھڑے ہو گئے۔ اللہ نے انھیں قد و قامت عطا کی تھی، اس لیے فوراً ہی سب کی نظریں ان پر مرکوز ہو گئیں آپ نے ہاتھ کے اشارے سے تمام حاضرین کو خاموش کرایا۔ اور پھر براہِ راست لیڈی میئر اور دیگر منتظمین حضرات سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''حضرات محترم اور میڈم! میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ یہ لوگ کون ہیں؟ یہ جو آپ کے پیچھے کھڑے ہیں اور جن کا دعویٰ ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ ان کی حقیقت اس کے برعکس ہے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ یہ لوگ نہ مسلمان ہیں اور نہ ہی مسلمانوں کے نمائندے۔ میرے پاس اس وقت بھی دستاویزی ثبوت موجود ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ یہ غدارانِ اسلام ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں حکومتِ پاکستان نے انھیں غیر مسلم قرار دے دیا تو ان کے سرغنے دُم دبا کر یہاں بھاگ آئے اور جھوٹا پروپیگنڈا کرنے لگے کہ ان کے ساتھ پاکستان میں ظلم ہو رہا ہے۔

انھیں تحفظات پہلے بھی آپ نے دیے اور اب بھی ان کے محافظ آپ ہی ہیں۔ میرے پاس پاکستان کے قومی اخبارات موجود ہیں اس کے علاوہ برطانیہ میں شائع ہونے والے اخبارات بھی آپ کو دکھائے جا سکتے ہیں جن میں عالمگیر سچائی شائع ہو چکی ہے کہ یہ لوگ مسلمان نہیں بلکہ کافر قادیانی ہیں۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ کوئی قانون ایسا بھی ہے جس میں اس بات کی اجازت ہو کہ ایک مسلمان، عیسائیت کا نمائندہ بن کر اپنی مرضی سے عیسائیت کو لوگوں کے سامنے پیش کر سکے؟ یقیناً آپ کا جواب نفی میں ہوگا۔ تو پھر ہمارے احتجاج پر بری شکلیں کیوں بنائی جا رہی ہیں۔ یہاں جتنے بھی مسلمان موجود ہیں وہ حاضرین میں بیٹھے ہیں اور آپ کے سامنے ہیں اور جو مسلمان نہیں وہ اپنے ہی جیسوں کے ساتھ آپ کے پیچھے کھڑے ہیں۔ آپ ان کے جلے بھنے مکروہ چہرے دیکھ سکتی ہیں۔ اگر آپ چاہتی ہیں کہ یہ پروگرام عافیت کے ساتھ چلتا رہے تو پھر جو اسلام کا نمائندہ ہے اسے سٹیج پر بلایے تاکہ وہ اپنے مذہب کی حقانیت خود بیان کر سکے۔ اور اگر یہ منظور نہیں تو پھر ہم اس پروگرام کو مزید نہیں چلنے دیں گے امید ہے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہم احتجاج کیوں کر رہے ہیں۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے۔ سوچ لیجیے کیا کرنا ہے ہم نے جو کہنا تھا کہہ دیا۔''

یہ کہہ کر آپ کرسی سے نیچے اتر آئے، پھر تو یوں لگا جیسے اب کوئی قادیانی زندہ باہر نہیں جا سکے گا۔ ہر طرف ایک عجیب سا شور برپا تھا۔ غیرت مند مسلمانوں کی للکار اور یلغار سے سہمے ہوئے قادیانیوں نے ایک بار پھر اپنے پالنہار انگریز سرکار کی مدد طلب کر لی۔ لیکن تقریب کی صدر نے پروگرام ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔

قادیانیوں کو بچانے کے لیے پولیس کی ایک بڑی تعداد ہال میں داخل ہوگئی اور حاضرین کو باہر دھکیلا جانے لگا۔ عمِ محترم نے دروازے کے ساتھ پڑا ہوا ایک بھاری بھرکم صوفہ اپنی خداداد قوت کے بل بوتہ پر سر سے اوپر اٹھا لیا، پولیس یہ سمجھی کہ شاید یہ صوفہ اب ہوا میں اڑتا ہوا سٹیج کی طرف جائے گا۔ چنانچہ اسی اندیشہ کے پیش نظر ایک افسر نے بڑھ کر درخواست کی کہ برائے مہربانی آپ اس کی زد میں کسی کو نہ لائیں۔ عمِ محترم بے اختیار ہنس دیے اور فرمایا اگر میں نے کسی کو مارنا ہوتا تو اس کو اتنی دیر اوپر اٹھائے رکھنے کا تکلف نہ کرتا بلکہ اٹھاتے ہی سٹیج کی طرف اچھال دیتا، میرا یہ مقصد نہیں ہے میں نے تو راستہ بنانے کی غرض سے اس کو اٹھا لیا ہے تاکہ لوگ آرام سے باہر چلے جائیں۔ وہ بے چارہ افسر اس قوت و جسم کے آدمی کی نرم بات سن کر ایک طرف ہو گیا۔

جب ہم لوگ عمِ محترم کی معیت میں ہال سے باہر آئے تو ''پال اینڈرسن'' نامی پولیس افسر بھی رش میں سے جگہ بناتا ہوا ہم تک پہنچ گیا، اس نے ہاتھوں میں ٹیپ سنبھال رکھا تھا کہنے لگا جناب یہ اپنی امانتیں سنبھالیے۔ ایک پولیس مین، عمِ محترم کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر آگے دھکیل رہا تھا کہ جلدی باہر چلیں جائیں۔ عمِ محترم نے اُسے مخاطب کر کے کہا: Don't Push Me (مجھے مت دھکیلو) اس نے کہا: Gentleman Its My Job (معزز آدمی! یہ میری ذمہ داری ہے) طلباء کا ہجوم تھا جو ملنے کے لیے ٹوٹ پڑا تھا، ہر شخص کی خواہش تھی کہ وہ عمِ محترم کے قریب آ کر کھڑا ہو جائے لیکن صورت حال یہ تھی کہ نہ ماندن نہ پائے رفتن۔ رات کا کھانا عرب طلباء نے بڑی منتوں سے اپنے ہاں کھلایا۔

رات تقریباً ساڑھے دس بجے جب ہم ان سے رخصت ہونے کے لیے باہر آئے تو ایک نوجوان نے فرمائش کی: ''شیخ کوئی نصیحت فرماتے جایئے۔''

آپ نے فرمایا:

''دیکھو آج جو کچھ ہوا اس کو اپنے لیے تائید آسمانی سمجھو اور اب ڈٹ جاؤ کہ پھر کبھی یہ لوگ ایسی حرکت نہ کر سکیں۔ اس طرح کے پروگرام تم خود ترتیب دو۔ پھر علماء کو بلاؤ، مجھ عاجز کو یاد کرو گے تو ان شاء اللہ بشرط زندگی میں بھی چلا آؤں گا۔ لیکن ان بدمعاشوں کے پاؤں یہاں مت جمنے دینا۔ یہ دینی غیرت کا تقاضا ہے۔ ہم غیرت مند رسول کی اُمّت ہیں اس لیے بے غیرتی ہمارا شعار نہیں بننا چاہیے۔ اپنے اندر جرأت پیدا کرو۔ تم حق پر ہو۔ پھر ڈر کس بات کا، اللہ تمھاری مدد فرمائے، تمھارا حامی و ناصر ہو، السلام علیکم۔''

عمِ محترم نے بات ختم کی اور اجازت چاہی تو مصافحہ کرنے والوں کی ایک بار پھر لائن لگ گئی۔ کوئی ہاتھوں کو بوسے دے رہا تھا تو کوئی آنکھوں سے لگا رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ان سب کی آنکھیں اس انوکھی ملاقات اور پھر جدائی پر نمناک تھیں۔ گاڑیاں اسٹارٹ ہوئیں اور ہم کیمبرج سے لندن کی جانب روانہ ہوگئے۔

جب تک کیمبرج کی روشنیاں دکھائی دیتی رہیں۔ میں یہی سوچتا رہا کہ اس تاریخ ساز دن کو اور امیر شریعت کے بہادر بیٹے سید عطاء المحسن بخاری کو کیمبرج کے لوگ اور اس کی فضائیں کبھی بھول سکیں گی؟ دل سے یہی جواب آتا رہا، نہیں ہرگز نہیں، کبھی نہیں۔ جب ہم لندن کی جانب محوسفر تھے حافظ عبدالرشید صاحب اور مولانا نذیر احمد بلوچ بار بار یہی کہتے رہے:

''شاہ جی! آپ کو مبارک ہو آج اللہ کریم نے حضرت امیر شریعت کی طرح آپ سے بھی اپنے دین کا کام لے لیا ہے۔ آپ کی محنت و لگن قبول ہوگئی ہے۔''

عمِ محترم پر رقت طاری تھی اور ان کی زبان پر استغفر اللہ اور کبھی الحمدللہ کے الفاظ جاری ہو جاتے تھے...... کئی دنوں تک ان پر ایک عجیب سے کیفیت رہی۔ ایک روز میں نے از راہِ تفنن عرض کیا کہ کیمبرج میں آپ کی تلاوت کے دوران اس لیڈی میئر نے سر پر جو رومال اوڑھا وہ سرخ رنگ کا تھا۔ فرمانے لگے پھر؟ عرض کیا کہ آپ نے اسے بھی احرار بنا ڈالا۔ فرمانے لگے احرار تو خیر اس نے کیا بننا ہے اللہ اسے مسلمان بنا دے۔ وہ جہنم کا ایندھن بننے سے بچ جائے۔ میری تو یہی دعاء ہے۔

پھر فرمایا اللہ نے باطل کے سامنے حق کہنے کی توفیق دی، ساری زندگی اس کا شکر ادا کرتے گزر جائے تو بھی کم ہے۔ استغفر اللہ میرا کوئی کارنامہ نہیں، اسی کی دی ہوئی توفیق سے یہ سب کچھ ہوگیا۔ فرمانے لگے: ''میں گزشتہ چند روز سے مسلسل ایک خواب دیکھ رہا تھا کہ لندن کے کسی چوک میں کھڑا با آواز بلند قرآنِ مجید کی تلاوت کر رہا ہوں۔ آج اس خواب کی تعبیر مکمل ہوگئی۔ الحمدللہ

نفس کے شر سے پناہ کی طلب اور انعام و اکرام پر کلماتِ تشکر کا ادا ہونا بجائے خود ایک بہت بڑی نعمت ہے اور یہ نعمت انھیں تا زیست حاصل رہی، حتیٰ کہ دم توڑتی ہوئی ان ساعتوں میں بھی جب انسانی حواس مختل ہو جاتے ہیں، نگاہیں پتھرا جاتی ہیں، اس نعمت خاصہ سے متمتع رہے۔

میرا ایمان ہے کہ میرے عمِ محترم نے زندگی بھر جو دینی خدمات سرانجام دیں وہ بارگاہِ الٰہی میں شرف قبولیت پا چکیں۔ اللہ کریم نے انھیں اپنی بے پناہ عنایات سے نوازا، انعامات کی بارش میں بھگویا، عفو و درگزر کی چادر میں لپیٹا اور پابند حکم، نورانیت کے پیکر کو ملائکہ کی معیت میں وہاں بھیج دیا جہاں مؤمنین و صالحین کو پہنچانے کا وعدہ کیا گیا ہے......اور اب وہ مکینِ خلد بریں ہیں۔ اللّٰھم اغفرلہ ورحمہ وارفع درجات۔ (آمین)

مسلمانانِ پنجاب کی تنظیم

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ہاتھ پر علماء اور عوام کی بیعت

[حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے سید الاحرار، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بیعتِ امیر شریعت کے تاریخ ساز واقعہ کی یہ خبر ممتاز محقق اور مولانا غلام رسول مہر مرحوم کے فرزند محترم امجد سلیم علوی کی عنایت ہے۔ ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان کی لائبریری میں اپنے تحقیقی کام کے دوران روزنامہ ''الجمعیت'' دہلی کا ایک شمارہ ان کے زیر مطالعہ آیا۔ یہ ۵/اپریل ۱۹۳۰ء کا شمارہ ہے جس کے صفحہ ۷ کالم ۱، ۲، ۳ پر یہ خبر شائع ہوئی، اُن کے بقول خبر کے اختتام سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ''انصاف'' سے لی گئی ہے۔ ''انصاف'' روزنامہ ہے یا ہفت روزہ، معلوم نہیں ہوسکا۔ جناب امجد سلیم علوی نے اپنی فیس بک پر بھی اسے چسپاں کردیا ہے۔ اُن کے شکریے کے ساتھ یہ تاریخی خبر ایک مستند حوالے کے ساتھ قارئین کے نذر ہے] (مدیر)

لاہور، ۳۰/ مارچ ۱۹۳۰ء کو انجمن خدام الدین کے سالانہ جلسہ میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری تقریر فرمارہے تھے۔ آپ نے دوران تقریر لوگوں سے سوال کیا کہ آیا وہ اس انگریزی تہذیب کے مقابلہ میں جو خمر و خنزیر سے پیدا کی گئی ہے۔ اسلامی تہذیب کو بہتر کہتے ہیں یا نہیں۔ اس پر دس بارہ ہزار کے مجمع کے مسلمانوں نے کہا کہ ''ہاں۔''

آپ نے فرمایا کہ اگر تمھارے اس کہنے میں کچھ صداقت ہے تو تم بتاؤ کہ تم اسلامی تہذیب کے قائم رکھنے کے لیے کچھ کرنا چاہتے ہو؟ تمام حاضرین نے کہا کہ بے شک جو کچھ آپ ہمیں حکم دیں گے ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ اس مرحلہ پر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی ناظم جمعیت العلماء پنجاب نے کھڑے ہوکر لوگوں سے کہا کہ اگر تم سچے دل سے شاہ صاحب کا حکم ماننے کے لیے تیار ہو تو ان کے ہاتھ پر بیعت کرو اور انھیں اپنا امیر بناؤ۔ یہ جو حکم دیں اسے مانو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔ اس پر حاضرین نے کہا کہ ہم اسی وقت شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے تیار ہیں۔ شاہ صاحب خاموش ہوگئے اور دو منٹ کے بعد فرمایا اگر حضرت استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ صاحب مدظلہ العالی مجھے اس کی اجازت دیں تو میں یہ کام کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اس پر حضرت استاذ العلماء نے اسی وقت کھڑے ہوکر فرمایا کہ مجھے سید عطاء اللہ شاہ صاحب کی دیانت اور کام پر اعتماد ہے۔ انھوں نے قربانیاں کی ہیں، اس لیے میں خود ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے تیار ہوں۔ چنانچہ حضرت استاذ العلماء نے اپنا ہاتھ سید عطاء اللہ شاہ صاحب کی طرف بیعت کے لیے بڑھا دیا۔ اس پر سید عطاء اللہ شاہ صاحب نے اپنے دونوں ہاتھ حضرت انور شاہ صاحب کے ہاتھوں میں دے کر رونا شروع کردیا اور مجمع پر اس وقت ایک خاص کیفیت طاری تھی۔ اس طریقہ سے حضرت موصوف نے سید عطاء اللہ شاہ صاحب کو لوگوں سے بیعت لینے کی اجازت دی، اسی وقت ہزار ہا لوگ شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے تیار ہوگئے۔ چنانچہ مولانا ظفر علی خاں صاحب نے بھی کہا کہ میں ان کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں اور انھیں

اپنا امیر تسلیم کرتا ہوں اور بھی ہزار ہا مسلمانوں نے بیعت کی خواہش کی لیکن سید عطاء اللہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ کسی دوسرے وقت یہ کام کیا جائے گا۔

شب کے اجلاس میں سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے فرمایا کہ آج جو صورت حالات پیدا ہوگئی ہے۔اس کے متعلق میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ میں اس کا اہل نہیں۔ مجھ سے بہت زیادہ صاحب تقویٰ و علم حضرات یہاں موجود ہیں۔میری خواہش ہے کہ یہ امانت کسی ایسے شخص کے سپرد کی جائے جو اس کا اہل ہو۔لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ میں خدمت سے پہلو تہی کرتا ہوں۔اگر کوئی اور صاحب اس کے لیے تیار نہ ہوں تو میں جیسا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے تیار ہوں۔ آپ حضرات کی دعائیں میرے شامل حال ہوں۔اس کے بعد استاذ العلماء حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ جو کچھ آج ہوا ہے یہ محض ساوی طور پر ہوا ہے۔ میں ہر پہلو پر غور کرتے ہوئے سید عطاء اللہ شاہ صاحب کو اس کام کا اہل سمجھتا ہوں اور اگر مجھے اجازت دینے کا حق حاصل ہے تو میں انھیں اجازت دیتا ہوں۔

جلسے کے اختتام پر بعض علماء نے اصرار کیا کہ چونکہ ہمیں صبح واپس جانا ہے اس لیے ابھی ہم سے بیعت لے لی جائے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل علماء نے اسی وقت حضرت سید عطاء اللہ شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور آخر چند دیگر حضرات نے بھی ان علماء کرام کے بعد بیعت کی۔

(۱) مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ (۲) قاضی نور محمد صاحب خطیب جامع مسجد قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ (۳) مولوی عبدالوحید صاحب نائب مدیر اخبار زمیندار لاہور (۴) مولوی عبدالحق صاحب ہزاروی مانسہرہ (۵) مولانا محمد شریف صاحب ناظم جمعیت العلماء ہوشیار پور (۶) مولانا محمد فاضل چکوال ضلع جہلم (۷) مولوی عبدالواحد صاحب جامع مسجد گوجرانوالہ (۸) مولوی نور احمد صاحب خطیب جامع مسجد ضلع گوجرانوالہ (۹) مولوی عبدالرزاق صاحب ریاست بہاولپور (۱۰) مولوی محمد عالم صاحب مانسہرہ ضلع ہزارہ (۱۱) مولوی فتح محمد صاحب آزاد لورا لائی (۱۲) مولوی عبدالرحمٰن صاحب پشاور (۱۳) مولوی عبدالجلیل صاحب ضلع ہزارہ (۱۴) مولوی قمر علی صاحب مسجد آسٹریلیا بلڈنگ لاہور (۱۵) حافظ فقیر محمد صاحب مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ (۱۶) مولوی قمر الدین صاحب مدرسہ شمس العلوم ریاست بہاول پور (۱۷) مولوی حکیم عبدالرشید صاحب چوہٹہ مفتی باقر لاہور (۱۸) مولوی نور حسن صاحب گوجرانولہ (۱۹) مولوی رحمت اللہ صاحب جامع مسجد گوجرانوالہ (۲۰) مولوی عبداللہ صاحب واعظ ضلع گجرات حال مقیم کوٹلی لوہاران مشرقی (۲۱) مولوی محبوب شاہ صاحب تحصیل تلہ گنگ ضلع کیمل پور (۲۲) مولوی محمد اکبر صاحب فاروقی جامپور ضلع ڈیرہ غازی خان (۲۳) مولوی محمد یوسف صاحب پشاوری (۲۴) مولوی عبدالستار صاحب پشاوری (۲۵) مولوی مرید احمد شاہ صاحب ڈیرہ اسماعیل خان۔

یہ فہرست بہت طویل ہے اس لیے انھی اسماء گرامی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔(انصاف)

(روزنامہ ''الجمعیت'' دہلی، ۵/اپریل ۱۹۳۰ء)

شورش کاشمیری

رئیس الاحرار، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱ر صفر ۱۳۱۰ھ ــــــ ۳ر جولائی ۱۸۹۲ء)

''۱۳۷۶ھ ــــــ ۲ر ستمبر ۱۹۵۶ء''

دسمبر ۱۹۴۱ء کا ذکر ہے کہ راقم اور کچھ دوست منٹگمری سنٹرل جیل میں قید کے دن گزار رہے تھے کہ ایک اخلاقی قیدی جو ہماری خدمت پر مامور تھا، کمرہ میں دوڑا آیا اور کہا۔ لیجیے افغانستان کے ایک بڑے وزیر قیدی بن کر آ گئے۔ انھیں قیدیوں کے وارڈ میں رکھا گیا ہے۔ ہم میں سے تقریباً سب نے اس کی بات سنی ان سنی کر دی کیونکہ ایک تو اس کے متعلق ہمارا خیال یہ تھا کہ دہلوی ہونے کے باعث رگِ گل سے بلبل کے پر باندھتا ہے۔ اور دوسرے ہم اس وقت بھوک ہڑتال کی اسکیم بنانے میں اس قدر محو تھے کہ ہمارے لیے کسی وزیر کا اسیر بن جانا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا تھا اور یوں بھی یہ بات کچھ جچتی نہیں تھی کہ افغانستان کا وزیر یہاں کیوں؟ بہر حال ایک بات تھی ہو گئی کچھ دن گزرے تو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ نے کہا کہ بھئی آپ لوگوں کو مولانا حبیب الرحمٰن سلام کہتے ہیں۔

احسن عثمانی نے جلدی میں پوچھا کیا ملاقات کے لیے تشریف لائے ہیں؟ کہا نہیں وہ تو ہفتہ عشرہ سے سرکاری مہمان ہیں۔

'سرکاری مہمان ہیں'

جی ہاں!

یہیں سے عقدہ کھلا کہ افغانستان کے وزیر ہونے کا اشتباہ بھی آپ پر ہی کیا گیا تھا۔ مولانا کی دراز قامتی، دراز ریش، بارونق چہرہ، چال میں تمکنت اور حجازی عبا کے پہناوے نے اخلاقی قیدیوں کو مغالطے میں ڈال دیا۔ اور کچھ انھوں نے اپنی خاص قسم کی نفسیات کے تحت بتایا کہ افغانستان کا وزیر قیدی بنایا گیا ہے۔ جن لوگوں کو جیل خانے میں سی کلاس قیدیوں سے ملی جلی زندگی بسر کرنے کا اتفاق ہوا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اس طبقہ کی نفسیات کیا ہوتی ہیں۔ ان کے یہاں رائی کا پہاڑ بنا لینا اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو افسانوی رنگت دینا دن رات کا مشغلہ سمجھا جاتا ہے۔ مولانا کے متعلق وزیر افغانستان ہونے کی تہمت نے سر پیر نکالے تو پھر طرح طرح کی باتیں بھی ساتھ ہی ٹانک دی گئیں۔

خود ہمارے مشقتی (قیدی خدمت گزار) نے ہم سے بیان کیا۔

صاحب کیا پوچھتے ہو، جرمنی کے ساتھ سمجھوتہ کیا تھا بھید کھل گیا اور اب دھر لیے گئے ہیں۔ گویا اس بے چارے کے خیال میں افغانستان بھی برطانوی ہند کا ایک صوبہ تھا اور وزیر افغانستان قومی رہنما تھے۔ جو قانون دفاع ہند کے ماتحت ماخوذ تھے۔

مولانا کو منٹگمری جیل میں آئے ہوئے پانچ چھے ہفتے گزر گئے لیکن ہمارے اوران کے درمیان سنگ وخشت کی دیواروں کے علاوہ قانونی دیواریں بھی مزاحم تھیں اور حکام نے سنکدر حیات آنجہانی کی وزارت کے احکام کی مطابقت میں ہمارے اوراُن کے میل جول کی تمام راہیں مسدود کررکھی تھیں ۔ چند دنوں ہی مولانا کے رعب داب، ٹھاٹھ باٹھ، سج دھج اور چال ڈھال نے طلسم ہوش ربا کے بعض پُراسرار کرداروں کی طرح قیدیوں میں ایک خاص معمہ کی صورت اختیار کرلی اور وہ عموماً آپ کا ذکر عقیدت واحترام، خوف وہراس اور ہیبت وحیرت سے کیا کرتے ۔

ہم نے بھی اس میں اضافہ ہی مناسب سمجھا اوراپنی طرف سے زیب داستان کی سرخیاں مہیا کردیں۔ دواڑھائی ماہ کی تگ ودو کے بعد چوری چھپے ملاقات کا موقع پیدا ہوگیا اور جیل خانے کے عقبی حصہ میں راقم سے ملاقات ہوگئی نہایت محبت سے معانقہ کیا۔ پوچھا کہو لکھا پڑھی کا حال کیا ہے عرض کیا شاعری پڑھتا ہوں نثر لکھتا ہوں۔ فرمایا: ’’کیا لکھ رہے ہو میرے حالات ؟‘‘

’’جی ہاں‘‘

اتنے میں جمعدار نے کہا ذرا جلدی فرمایے داروغہ جی آرہے ہیں۔ مصافحہ کیا اور ہم ایک ہی جیل میں رہتے ہوئے ایک دوسرے سے الگ ہوگئے ۔ اور وہ لمبی لمبی دیواریں ہمارے درمیان حائل ہوگئیں جو سینٹرل جیل منٹگمری میں ایوان انصاف کی سنگدلی کا پتہ دیتی ہے۔

کوئی پندرہ روز بعد مجھے ایک کاپی ملی جس میں آپ کے لکھوائے ہوئے حالات زندگی کا دل آویز خاکہ تھا۔ پیشانی پر مرقوم تھا میں کیا اور میرے حالات زندگی کیا، چند واقعات ہیں جو اس لیے لکھوائے دیتا ہوں کہ پڑھنے والوں کو عبرت ہو۔

یہ صحیح ہے کہ انسان کو بہت سی چیزیں سماج میں تجربہ وتعلیم سے ملتی ہیں لیکن بعض خصائص طبعی طور پر ایسے بھی ہوتے ہیں جو خاندان سے ورثہ میں ملتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے لطف عمومی سے طبیعت کا حسن بن کر فطرت ہوجاتے ہیں ۔

مثلاً مولانا حبیب الرحمٰن کے پردادا حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پنجاب میں تنہا بزرگ تھے ۔ جنھوں نے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف لدھیانہ میں فتویٰ دیا اور چندروز کے لیے شہر میں متوازی گورنمنٹ قائم کی ۔

آپ کے دادا حضرت مولانا محمد علیہ الرحمۃ نے اپنے والد محترم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس علم کو بلند رکھا اور جب کانگریس نے ہندوستان میں اپنا ابتدائی ڈھانچہ تیار کیا تو ہندوستان وحجاز کے علماء سے بھی اس کے حق میں فتویٰ لیا اور خود بھی اپنی بصیرت کی روشنی میں فرمایا کہ مسلمان کے لیے کانگریس کی شرکت جائز ہے۔ دراصل مرحوم ان بزرگوں میں سے تھے ۔ جنھیں مشیت ایزدی اپنے شمع نور سے اطاعت وبندگی کے صلہ میں اجاگر کرتی ہے۔ ان کا خیال تھا کہ صفحۂ ہستی پر برطانیہ سے بڑھ کر مسلمانوں کا کوئی دشمن نہیں اور وہ سمجھتے تھے کہ ہندوستان میں جو حالات پیدا ہوگئے ہیں ان کے پیش نظر ہندو مسلم کے اشتراک ہی سے برطانوی نظم ونسق میں خلل ڈالا جا سکتا ہے۔

انگریز دشمنی کا یہ جذبہ مولانا حبیب الرحمٰن کو ورثہ میں ملا ہے اور یوں کہنا چاہیے کہ ان کے زندگی کے عناصر اربعہ کا ایک جز ہے حتٰی کہ ان کے خون کی گردش ہی اس سے قائم ہے اور طبیعت کا حسن بن کر فطرت کی نیو بن گئی ہے اور یہی جذبہ آپ کی اولاد کی رگ و پے میں بھی جاری ہے۔ قدرت نے آپ میں بہت سے خصائص جمع کر دیے ہیں۔ وہ...... اگرچہ باقاعدہ مدارس کی دستار فضیلت نہیں رکھتے اور زمانہ کی عام روایتی سندوں کا سرمایہ بھی ان کے پاس نہیں لیکن علما کی محفل میں بیٹھ جاتے ہیں تو خنک لفظوں سے چشمہ صافی کی موجوں سے ایسے معانی ٹپکے پڑتے ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک درویش مدرسوں سے پڑھے ہوئے اسرار و رموز بیان کر رہا ہے۔

سیاست کے یورپی جوڑ توڑ سمجھنا سہل نہیں۔ ہمارے علما کی ایک کوتاہی ہے کہ جہاں وہ انگریزی زبان سے نابلد ہیں وہاں انھیں یہ بھی معلوم نہیں کہ اس سیاست کے داؤ پیچ سے کیونکر نپٹا جا سکتا ہے۔ وہ دراصل چودھویں صدی کے اس زمانے میں قرون اوّل کے معاشرتی تصور کی فضا میں گھوم پھر رہے ہیں اور راقم کا عقیدہ ہے کہ جو پانی بہہ چکا ہوا سے واپس لانا محال ہے۔ محال کیا بلکہ چلتی ہوئی زندگی کی طرح اس کا کوئی نقش بھی واپس نہیں لایا جا سکتا۔

مولانا ابوالکلام آزاد کو تو چھوڑیے کہ وہ جامع کمالات ہونے کے باعث علماء میں ایک استثنائی مرتبہ رکھتے ہیں۔ انھوں نے انگریزی زبان کو سیکھا اور پھر اس کے علم و نظر کے ہر گوشے میں قابو پا لیا۔ دوسرے راقم کے نزدیک وہ اس دور میں اسلام کے واضح تصور کا صحیح فکری مظہر ہیں لیکن ان کے علاوہ ان کے برابر نہیں علما کی صف میں جو شخص راقم کے خیال میں جدید و قدیم تصورات کے درمیان سنگم بن سکتا ہے۔ وہ مولانا حبیب الرحمٰن ہیں اور راقم نے بارہا دیکھا کہ ان میں ترازو کے دونوں پلڑوں کو برابر رکھنے کی کا جوہر فطری استعداد کے طور پر موجود ہے۔

وہ معاملہ کی تھا کو پا لیتے اور گفتگو اور چہرے سے معلوم کر لیتے ہیں کہ اس کا پس منظر کیا ہے اور پھر ہلکے پھلکے الفاظ میں تجزیہ کر کے سمجھانا چاہتے ہیں۔ گو انھیں ابوالکلام کی شستہ زبان نہیں ملی اور نہ بخاری کی طرح بیان کی افسانوی شوخی ان کا شیوۂ گفتار ہے۔ لیکن چھوٹے چھوٹے فقروں میں بڑی بڑی باتیں ادا کر جاتے ہیں۔ اور ادیب نہ ہونے کے باوجود ادب کا وقار و متانت ہاتھ سے نہیں دیتے، سنجیدگی آپ کے کلام کا زیور ہے اور بہادری آپ کے دامان کردار کی سنہری جھالر۔

کرپس جب پہلی دفعہ ہندوستان آیا تو میاں افتخار الدین کے مکان پر آپ اس سے ملنے گئے، ہندوستان کی سیاست پر ایک گھنٹہ گفتگو ہوئی اور جب وہ رخصت ہونے لگے تو اس نے کہا کہ آپ مجھے ایک دفعہ پھر ملیے گا۔

میں پروگرام کے مطابق آج کلکتہ جا رہا ہوں اگر آپ وہاں پہنچ جائیں تو مجھے اپنے مقصد کے لیے کئی گم شدہ راہیں مل سکتی ہیں۔ اور پھر اس نے بعض صحافی حضرات کو ملاقات میں بتایا کہ مجھے مولانا کی گفتگو نے نہایت متاثر کیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک میں جن ذہین سیاستدانوں سے ملا ہوں ان میں مولانا ایک سربرآوردہ سیاست داں ہیں۔

مولانا میں ذاتی محاسن بے شمار ہیں۔ مثلاً وہ جماعت کے لیے اپنی ذات اور اس کی ہر بلندی کو تیاگ دینے کے قائل

ہیں اوران کی زندگی میں بے شمار ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ انھوں نے اپنی جماعت کے لیے بڑے سے بڑے ایثار کو گوارہ کرلیا۔ دوستوں کے دوست ہی نہیں بلکہ ان پر جی جان سے نچھاور بھی ہوتے ہیں، آپ کی تنظیمی صلاحیت بے پناہ ہے لیکن اب وقت کے صدموں نے انھیں کسی حد تک ''تن آساں'' بنادیا ہے۔ سوچتے ہیں کرنا بھی چاہتے ہیں اور من میں آرزوئیں بھی شعلہ بن کر لہراتی ہیں لیکن پھر مسلمانوں کی سیاست کے مزرعہ ویراں پر نظر ڈالتے ہیں تو اقبال کی زبان میں یہ کہہ کر چپ ہوجاتے ہیں

مراچہ　　حاصلے　　کشت　　خرابے

اقبال کی زبان میں نہیں بلکہ اپنے تصور کی زبان میں......؟ کیونکہ آپ اور شاعری دو مختلف چیزیں ہیں اور نہ معلوم قدرت نے آپ سے اس ذوق کو کیوں سلب کرلیا ہے۔ سید عطاءاللہ شاہ بخاری ہیں کہ ان کی طبیعت چیزوں کی رعنائی سے لے کر ادب کی خوبصورتی تک کی والہ وشیدا ہے اوران کی زندگی کا بیشتر حصہ شعر ونغمہ کی مجلس آرائی میں صرف ہوتا ہے۔ مگر مولانا حبیب الرحمٰن سرتا پا شاہ جی کا تضاد ہیں۔ نہ شعر سے دلچسپی نہ حسن سے لگاؤ نہ نغمہ سے اٹکاؤ اور نہ زندگی کے جمالیاتی دھاروں سے رغبت، ایک خشک انسان جس کا نغمہ بانگ وصلوٰۃ، جس کا حسنِ چہرہ محراب اور جس کی معراج رسن ودار کی تماشہ آرائی ہے۔

سالہا سال آل انڈیا مجلس احرار کے صدر رہے اور نہایت طنطنہ سے کام کیا، جب صدر تھے تو بول چال کے تیور بھی صدارتی تھے۔ اب صدر نہیں تو صدر کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ یعنی یہ آپ کی فطری خوبی ہے کہ آپ تابع رکھ بھی سکتے ہیں اور رہ بھی سکتے ہیں، ان لوگوں کی طرح نہیں جو اقتدار کے منصب سے ہٹ کر خلقی افتاد کی نقش آرائی پر آتے ہیں۔ جیسا کہ بعض لوگوں میں دیکھا گیا ہے۔

آپ نے ۵۴ برس کی عمر میں دس سال چھ مہینہ قید خانہ میں گزارے ہیں اور یہ زندگی کا پانچواں حصہ ہے۔ لطف یہ کہ ہندوستان بھی کائنات انسانی کی کھیپ کا پانچواں ہی حصہ ہے۔

عام حسابی قاعدہ کی رو سے دیکھا جائے تو ہفتہ میں ڈیڑھ دن آپ نے جیل خانے کی نذر کیا ہے۔ اور دن رات کے چوبیس گھنٹہ میں پانچ گھنٹہ ایسے ہوتے ہیں جو زنجیر وسلاسل کی بستگی میں صرف کیے ہیں۔

آپ کی طویل قید پانچ برس کا وہ زمانہ ہے جو آپ نے اس دفعہ قانون دفاع ہند کے تحت بسر کیا اور استقلال کے ماتحت تھے پر شکن تک نہ اُبھری۔ لیکن اس قید نے جہاں آپ کی صحت پر برا اثر ڈالا۔ وہاں دماغ میں عفوودرگزر کا خانہ بھی قدرے مشتعل ہوگیا ہے۔ اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ شبنم کی جگہ انگارہ نے لے لی ہے۔

مولانا شروع شروع میں احرار کا دل سمجھے جاتے تھے لیکن اب اُنھیں دماغ بھی کہا جاتا ہے۔ میر نے درست ہی کہا ہے:

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس ، تم کو میؔر سے صحبت نہیں رہی

پروفیسر خالد شبیر احمد　　　　قسط:۳۹

ورق ورق زندگی

ایس ای کالج بہاول پور میں میرا قیام صرف چار سال تک محدود رہا۔ یہ چار سال میری زندگی کا انتہائی خوب صورت حصہ ہے۔ بہاول پور میں محبت اور خلوص کی وہ صحبتیں میسر آئیں جنہوں نے دل ودماغ کو منور ومعطر کر دیا۔ وہاں کی رفاقتیں خوشبو کی طرح میری روح میں مہکتی ہیں اور وہ دوست جو وہاں رفیقِ کار تھے دل کی گہرائیوں میں ایسے اترے کہ آج بھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ میرے آس پاس ہیں۔ اُن دنوں کا تذکرہ میرے کان میں گنگناتا ہے ؎

شوق تیرا لے اُڑا پُر کیف یادوں کی طرف
ہر ایک منظر پیار کا پھر یاد آ کے رہ گیا

کس کس کو یاد کیا جائے اور اُن کے بارے میں کیا کیا لکھا جائے۔ اسلم انصاری، عابد صدیق، عطاء اللہ اعوان، طیب قریشی، اسدا ریب، بشیر عاربی، فروغ جلیل، سہیل اختر، پرنسپل دلشاد کلانچوی، پرنسپل منور علی خان، ڈاکٹر صدیق۔

ڈاکٹر صدیق:

ڈاکٹر صدیق زبان کے سچے اور دل کے ستھرے انسان تھے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ مگر مجال ہے کہ کبھی اپنی قابلیت پہ اتراتے نظر آئیں۔ بات کم مگر عمدہ کرنے والے، مرنجاں مرنج اور صلح کن۔ ان کی باتیں دل میں یوں اترتیں جیسے گلاب کے پھولوں پر شبنم کے قطرے۔

طیب قریشی:

طیب قریشی کی نرالی باتوں کو سنتے رہنے کے لیے دل مچلتا تھا۔ ذہین بھی تھے اور با مطالعہ بھی۔ خوش گفتار، خوش خصال، خوش لباس۔ ان کی گفتگو ہی نہیں ان کے قہقہے بھی دل افروز اور مسرّت افزا ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر پختہ یقین اور دین سے لگاؤ ان کی فطرت تھی۔ جو ان سے دور ہوتا انھیں کسی قدر مغرور اور جو نزدیک ہوتا وہ ان کے عجز وانکسار کا معترف ہو جاتا۔ اُن کی ذات کالج کی شان تھی اور دوستوں کی آن۔ انگریزی لباس میں دینی حمیت سے مالا مال طیب صاحب کی ذات بہت سی خوبیوں کا مجموعہ تھی۔ اُن کا کمرہ ہماری محفلوں کا خاص مرکز ہوا کرتا تھا۔ کالج سے میرے تبدیل ہونے کے بعد رشید الزمان نے (جس کی اشتراکیت نوازی کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) دین کی خلاف کوئی قابلِ اعتراض بات سٹاف میٹنگ کے دوران کہہ دی۔ طیب قریشی سخت برہم ہوئے اور اپنا بھاری بھرکم جوتا اُتار کے اس کے سر پر مارنا چاہا۔ موجود ساتھیوں نے بیچ بچاؤ کرایا۔ طیب صاحب کہنے لگے ''تو سمجھتا ہے کہ خالد شبیر یہاں سے تبدیل ہو گیا ہے تو تجھے یہاں

کھُل کھیلنے کے لیے آزاد چھوڑ دیا جائے گا۔ خالد شبیر یہاں سے جانے سے پہلے کئی خالد شبیر پیدا کر کے گیا ہے''

ڈاکٹر اسلم انصاری:

ڈاکٹر اسلم انصاری سے شناسائی کا آغاز تو ملتان میں ہو گیا تھا۔ بہاول پور میں یہ دوستی پروان چڑھی۔ ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو اُن کے جوہر مجھ پہ مزید کھلے۔ اُن کے الفاظ آج بھی کانوں میں رس گھولتے ہیں۔ اُن کی انگریزی اردو، فارسی ادب پر دسترس، اُن کی شاعری اور غیر معمولی علمی و ادبی صلاحیتوں نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ مفکر احرار چودھری افضل حقؒ کی شاہکار کتاب ''زندگی'' پر اُنھوں نے جو فاضلانہ تحقیق کی ہے اس سے علوم انسانی پر اُن کی وسیع دسترس کا اندازہ ہوتا ہے۔ ایک مدت تک میں اُنھیں یوپی، سی پی کا مہاجر سمجھتا رہا بعد میں پتہ چلا کہ وہ ٹھیٹھ ملتانی ہیں۔ مجھے یقین نہیں آیا تو انھوں نے میرے پُر زور اصرار پر ملتانی زبان میں بات چیت کر کے مجھے قائل کیا کہ وہ واقعی ملتانی ہیں۔ اس سے اُن کی اردو زبان پر گرفت، اُن کے لہجے کی مہارت اور اُن کے عمدہ اور منفرد اندازِ گفتگو کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اُن جیسی خوبصورت اردو بولنے والے اب خال خال نظر آتے ہیں۔ اُن کے بارے میں کہا جا سکتا ہے:

تیرا سخن ہے کہ جھرنا کوئی خیالوں کا
تیرا خیال کہ قدرت کا اک کرشمہ ہے

عطاء اللہ اعوان:

اعوان میرا عزیز از جان دوست ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اُس نے جس استقامت اور استقلال کا مظاہرہ کیا جی چاہتا ہے اُس پر محبتوں کی بارشیں برسائی جائیں۔ اُس کی دوستداری و وفا شعاری، اُس کا احترامِ آدمیت، تعلقات میں اُس کا وہ بڑا پن....غرضیکہ عطاء اللہ اعوان زندگی کے سفر میں ایک گلستانِ مہر و وفا ثابت ہوا ہے۔ حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہمارا مشترکہ عشق ہماری دوستی کو رسوخ و پائیداری کے ان گنت نئے زاویے فراہم کرتا ہے۔

پروفیسر فروغ جلیل:

پروفیسر فروغ جلیل بھی یاد آتے ہیں۔ اگلی شرافت کا نمونہ، دینی خاندان کا چشم و چراغ۔ وہ اگرچہ اپنے ہی من میں ڈوب کر اپنی ہی دنیا میں گزر بسر کرنے والے انسان تھے پھر بھی پیارے لگے۔ دوستوں سے گریزاں رہے مگر اُن کی ہمسائیگی کی خوش گوار یادیں آج بھی میرے دل میں اُن کی یاد کی شمع روشن کیے ہوئے ہیں۔

محمد حسن چغتائی مرحوم:

کالج کے رفقاء کے علاوہ شہر کے جن افراد نے مجھے متاثر کیا ان میں جناب محمد حسن چغتائی مرحوم و مغفور سرِ فہرست ہیں۔ اللہ انہیں غریقِ رحمت کرے۔ جماعتِ احرار سے اُن کا تعلّق نظریات و عمل سے کہیں بڑھ کر عقائد کی سطح تک پہنچا ہوا

تھا۔امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ محبت کرتے تھے۔ان کے اور میرے درمیان امیر شریعت کی ذاتِ گرامی ہی موضوعِ گفتگو رہتی۔انتہائی متین، سنجیدہ اور پارسا و معاملہ فہم، ساری زندگی عرضی نویسی کی پاکیزہ مزدوری کے ذریعے حلال کمایا اور کھایا۔نہایت اُجلا سوادِ خط، اور اُس سے زیادہ اُجلی اُن کی شخصیت، ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی۔میں نے اپنے مختصر عرصۂ حیات میں نظریات سے ایسی بھرپور وابستگی کم کم ہی دیکھی ہے۔بہاول پور کی جماعتِ احرار اسلام اُنھی کی ذات و صفات کی روشنی سے مستنیر تھی۔بعد میں وہ مجلس احرار اسلام پاکستان کے صدر بھی منتخب ہوئے۔کل ہند مجلسِ احرارِ اسلام سے وابستہ حریت کیش رندانِ صفامست کے قافلے کے احوال و مقام کی تاریخ کے عینی شاہد بھی تھے اور حافظ بھی۔ان سے بہت سی ایسی معلومات حاصل ہوئیں جو میں نے کہیں نہیں پڑھیں۔ان کی میرے ساتھ محبت میرا سرمایہ حیات ہے۔

پروفیسر سہیل اختر مرحوم:

بہت اچھے شاعر تھے۔خود بھی خوبصورت اور شاعری بھی خوبصورت۔ان کا ہر شعر دل پہ نقش ہو کر ادبی حس کو جلا بخشتا اور دل کیفیات کی گہرائیوں میں ڈوب جاتا تھا۔اُن کی ذات اور اُن کی شاعری سے وابستہ حسین یادوں کو بھلانا میرے لیے مشکل ہے۔سوچتا ہوں کہ زندگی کی راہ پر لوگ بچھڑ جانے کے بعد بھی یادوں میں اس طرح برابر موجود رہتے ہیں جیسے دل میں دھڑکنوں کا سلسلہ موجود رہتا ہے۔وہ کیسے عمدہ شاعر تھے اس کا کسی قدر اندازہ ان کے درج ذیل اشعار سے لگایا جا سکتا ہے۔؎

خواہشیں شہرِ نگاراں میں سسکتی ہی رہیں — جبر کے بوجھ سے دم توڑتے سپنوں کی طرح
حسرتیں شہرِ نگاراں میں لیے کاسۂ دل — ایک اک چہرے کو تکتی ہیں گداؤں کی طرح

☆

ہم نے ظلمتوں کو دیا تھا پیامِ صبح — پھرتے ہیں آج ہم ہی مگر تپتی دھوپ میں
پروردگار پھر کوئی تاریک سی گھٹا — کجلا گیا حُسنِ بشر تپتی دھوپ میں

اُن کی ایک غزل اُن کی اپنی آواز میں سُننا بھی مجھے اچھی طرح یاد ہے۔

گُل جلے، گلشن جلے، صحرا جلے، دریا جلے — وقت کی آتش میں سب کچھ جل گیا اور کیا جلے
یُوں ستم کے آتشیں لمحات میں جلتا ہے دل — کفر کے شعلوں میں جیسے مسجدِ اقصیٰ جلے
ڈس گئے اہل جنوں کو غم کی زنجیروں کے سانپ — اس طلسمی آگ میں کیا کیا یدِ بیضا جلے
شدتِ احساس سے یُوں جل رہے ہیں جسم و جاں — جس طرح برقِ تپاں سے وادیٔ سینا جلے
راستے تاریک، منزل گم، قدم بھٹکے ہوئے — اس سفر میں اے خدا! کوئی تو نقشِ پا جلے

جامی صاحب سے آخری ملاقات:

جامی صاحب بھی بہت یاد آتے ہیں۔عرصہ ہوگیا کوئی رابطہ نہیں۔ پتہ نہیں زندہ ہیں کہ نہیں مگر میرے دل میں تو وہ زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔ بہاول پور کے دینی اور علمی خاندان کے چشم و چراغ۔ان کے ساتھ نہ جانے کتنی ملاقاتیں رہیں۔ان کے علوم و معارف سے میں خوب مستفیض ہوا۔ بہاول پور سے تبدیل ہونے کے بعد ایک بار میں جب بہاول پور دوستوں کو ملنے کے لیے گیا، تو برادرِ گرامی پروفیسر عطاء اللہ اعوان کو ساتھ لیے ان کو ملنے کے لیے بھی جانا ہوا۔ گھر سے باہر آئے، ملاقات ہوئی، مگر پریشان سے نظر آئے۔ کہنے لگے کہ نمازِ مغرب کا وقت ہے چلیں پہلے نمازِ مغرب ادا کرلیں۔ ہم تینوں نمازِ مغرب پڑھنے کے لیے مسجد آئے۔نماز کے بعد جب ہم دونوں نے جامی صاحب کو تلاش کیا تو وہ ہمیں مسجد میں نہ ملے۔ میں حیران ہوا کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا کہ ہمیں مسجد میں چھوڑ کر غائب ہوگئے تو اعوان صاحب نے بتایا کہ وہ ان دنوں غربت اور مفلسی سے برسرِ پیکار ہیں میرے خیال میں وہ اس لیے غائب ہوئے ہیں کہ ہماری تواضع کے لیے ان کی جیب میں کچھ نہیں تھا۔ یہ سُن کر میرا دل بہت اداس ہوا۔

نہ جانے دل کو کیا ہوا رویا کچھ اس طرح
نہ چپ ہوا وہ میرے دلاسوں کے باوجود

سمیع اللہ ''فلائینگ ہارس'':

عالمی ہاکی کی تاریخ سمیع اللہ ایک بہت بڑا نام ہے۔ دورانِ ملازمت جب تبدیل ہوکر میں بہاول پور آیا تو کالج کی ہاکی ٹیم کا انچارج بنادیا گیا۔ ملتان میں بھی میں ہی ہاکی ٹیم کا انچارج تھا اور جب فیصل آباد کالج آیا تو یہاں پر بھی کالج ہاکی ٹیم کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی۔ سمیع اللہ کالج ہاکی ٹیم کا رکن تھا۔ میں نے سمیع اللہ پر خصوصی توجہ دی اس لیے کہ اس وقت بھی وہ صلاحیتوں کے اعتبار سے انتہائی غیر معمولی انسان تھا۔ چار سال مسلسل میں نے اس کی کوچنگ کی اور وہ پاکستان کی ہاکی ٹیم کے سلیکشن کیمپ کے لیے مدعو کیا گیا۔ میں وہاں بھی اس کے ساتھ جاتا رہا اور اس کے ذاتی کھیل کی خوبیوں خامیوں سے اُسے روشناس کراتا رہا۔ بالآخر وہ پاکستان کی ہاکی ٹیم کے لیے بھی منتخب ہوگیا۔ کافی دیر پاکستان ہاکی ٹیم کا رکن رہنے کے بعد اسے (اُس کی رفتار اور سٹیمنا کی وجہ سے) ''فلائنگ ہارس'' (اُڑنے والا گھوڑا) کے خطاب سے نوازا گیا۔ سمیع اللہ کے کھیل کی مقبولیت کا اندازہ لگانے کے لیے یہ کافی ہے کہ جب وہ گیند کے ساتھ بھاگتا تو سارا اسٹیڈیم اُسے داد دینے کے لیے کھڑا ہو جاتا تھا۔ وہ اپنے کمال کے عروج پر تھا اور پوری دنیا میں اُس کے کھیل کی ایک دھوم مچی تھی۔ اسی دوران مَیں فیصل آباد آچکا تھا۔ زرعی یونیورسٹی میں ایک مرتبہ آل پاکستان ہاکی نیشنل چیمپئن شپ شروع ہوئی۔ جس میں شرکت کے لیے سمیع اللہ پاکستان کسٹم کی ٹیم کے ساتھ آیا تو مجھے گراونڈ میں ملا۔ مجھے کہنے لگا: ''سر آپ نے میچ دیکھ کر جانا

نہیں ہے۔ مجھے آپ سے ایک بہت ضروری کام ہے، مجھے یقین کی حد تک توقع تھی کی آپ سے ملاقات ضرور ہوگی۔''

میں نے کہا کہ اچھا، ملاقات کے بعد گھر جاؤں گا۔ لیکن میں یہ سوچ رہا تھا کہ مجھ سے کون سا ایسا کام آن پڑا ہے جس کے لیے اتنی تاکید ہو رہی ہے۔ جب میچ ختم ہوا تو سمیع اللہ مجھے لے کر یونیورسٹی کے عقب میں لے گیا جہاں پر پاکستان کسٹم کی ٹیم رہائش پذیر تھی۔ ایک کمرے میں بٹھا کر اس نے اپنے باورچی سے کہا دو کپ گرم چائے کے لے آؤ۔ چائے آ گئی تو وہ اٹھا اور اس نے کمرے کو اندر سے بند کر دیا، میں گھبرایا کہ اس نے کمرہ کیوں بند کر دیا ہے۔ اب کمرے میں، مَیں اور سمیع اللہ تھا۔ میں پریشان اور وہ مسکرا رہا تھا، کہنے لگا آپ کیوں پریشان ہیں میں نے تو کمرہ اس لیے اندر سے بند کیا ہے کہ ہماری گفتگو میں کسی قسم کی کوئی مداخلت نہ ہو۔ میں نے کہا کہ اب بتاؤ بھی کہ تمھیں مجھ سے کیا کام ہے؟ کہنے لگا:

''سر میرا مسئلہ ہے کہ اب مجھے کھیل میں میری خامیوں کے بارے میں کوئی نہیں بتاتا۔ جس سے بھی پوچھتا ہوں یہی کہتا ہے کہ اب تمھارے کھیل میں کوئی خامی نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے کھیل پرفیکٹ ہے۔ آخر میں نے سوچا کہ یہ تو صرف پروفیسر خالد شبیر صاحب ہی بتائیں گے۔ آج آپ میرا یہ کام کر دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔''

مجھے اپنے پروفیشن سے اُس کی کمٹمنٹ نے متاثر کیا کہ اتنا بڑا کھلاڑی اپنی خامیاں جاننے اور پھر اُنھیں دور کرنے کے لیے اس قدر سنجیدہ ہے خصوصاً جب وہ اپنے کھیل کے عروج اور مقبولیت کی انتہا پر ہے۔ میں نے کہا:

''اب تمھارے کھیل میں کیا کمی ہوگی؟ اب پروفیشنل کھلاڑی بن چکے ہو۔ دنیا تمھاری عظمت کے گیت گاتی ہے۔ میں اب تمھیں کیا خامیاں بتاؤں؟''

سمیع اللہ جواب میں کہنے لگا: ''سر، آپ بھول گئے ہیں لیکن مجھے آپ کی یہ بات یاد ہے جسے میں کبھی نہیں بھول سکتا، آپ نے کہا تھا جب کھلاڑی سمجھے کہ وہ مکمل کھلاڑی بن چکا ہے تو وہ اس کے زوال کا پہلا دن ہوتا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ ابھی سے زوال سے ہم کنار ہو جاؤں۔''

اس پر میں نے کہا: تمھارے کھیل میں واقعی ایک دو باتیں ہیں، جنھیں دور کرنے سے تمھارا کھیل بہت بہتر ہو جائے گا۔ پہلی خامی تو یہ ہے کہ تم نے بطور ''لیفٹ آوٹ'' فریق مخالف کے ٹوئنٹی فائیو ایریا (Area 25) میں جا کر ''کراس'' لگانی بالکل چھوڑ دی ہے جو تمھاری بنیادی ذمہ داری تھی۔ کیونکہ ''لیفٹ آوٹ'' کی یہ کراس شوٹ جب فریق مخالف کے گول کے سامنے سے گزرتی ہے تو مخالف ٹیم کے دل دہل جاتے ہیں اس لیے کہ اس کراس پر آپ کا ''سنٹر فارورڈ'' اور ''ان سائیڈ رائٹ'' آسانی کے ساتھ گول کرنے کی پوزیشن میں ہوتا ہے اور فریق مخالف پر گول ہونے کے خاصے امکانات ہوتے ہیں۔ تمھاری دوسری خامی یہ کہ تمھیں بال کو لے کر دوڑنے میں مزا آتا ہے، چنانچہ جو بال تمھیں فریق مخالف کے گول کے سامنے 45 ڈگری کے زاویے پر بھی ملتا ہے تم گول کرنے کی بجائے اُسے کھینچ کر ''آوٹ لائن''

تک لے آتے ہواور وہاں سے ''ڈی سرکل'' میں بیک پاس کر دیتے ہوجس پر عموماً گول ہو جاتا ہے۔اس وقت تمھارا کھیل ایک ہی محور کے گرد گھومتا ہے اور وہ یہ کہ تم بال کو فریق مخالف کی '' آؤٹ لائن'' تک لے آتے ہواور پھر ڈی سرکل میں بیک پاس کر دیتے ہو۔تم چونکہ بال کے ساتھ تیز بھاگنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے اور جب تم بال کے ساتھ بھاگتے ہوتو تمھیں پذیرائی حاصل ہوتی ہے اس میں تمھیں اتنا ہوش ہی نہیں رہتا کہ تمھاری بنیادی ذمہ داری کراس لگانا ہے۔تم اس وقت ایک ہی کام کر رہے ہو کہ بال کے ساتھ بھاگ کر فریق مخالف کی آؤٹ لائن سے بیک پاس جس پر کوئی دوسرا کھلاڑی گول کر دیتا ہے اور تم اس پر خوش ہو جاتے ہو۔اس ایک کام کو بھی بوقت ضرورت کرو،لیکن اس کے ساتھ ساتھ کراس بھی لگاؤ اور تیسری بات یہ ہے کہ ڈی کے اوپر جب تمھیں بال مل جائے تو خود سے گول کے لیے بھی کوشش کرو یا تو تمھارا گول ہو جائے گا یا پھر گول کیپر کے ''ری باؤنڈ'' پر تمھارا دوسرا کھلاڑی گول کر سکتا ہے۔

یہ جو تم صرف ایک کام کر رہے ہو اس کا کوئی نہ کوئی توڑ مخالف ٹیمیں، خاص طور پر یورپ والے نکال لیں گے۔تو پھر تم کیا کرو گے؟ تین کام کرو، ایک جو تم کر رہے، دوسرا کراس لگاؤ اور موقع ملے تو خود گول کرنے کے لیے ٹرائی کرو۔میں نے جب یہ کہا تو سمیع اللہ اپنی کرسی سے اٹھا اور اس نے مجھے نہ صرف گلے لگا لیا بلکہ خوشی میں پورا اوپر اٹھا کر گھومنے لگا، کہنے لگا: ''خامیاں نکلیں کہ نہیں۔لوگ کہتے تھے میرے کھیل میں خامیاں نہیں،اب میں آپ کی ان باتوں پر عمل کر کے دکھاؤں گا۔''

یہ ساری کہانی میں نے اس لیے لکھی کہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ فن کار کو اگر مقبولیت حاصل ہو جائے تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ میں کمال کو حاصل کر چکا ہوں اور اس کے بعد فنی عروج کے بے تحاشا امکانات اس کی نظروں سے اوجھل رہتے ہیں۔

سمیع اللہ کی دوسری متاثر کن بات جو مجھے اب یاد آ رہی ہے، جب سمیع اللہ ریٹائر ہوا تو میں نے روزنامہ جنگ میں ایک مضمون لکھا کہ اس کی ریٹائرمنٹ غلط ہے۔اگرچہ سمیع اللہ اپنے معیار سے کم ضرور ہوا ہے لیکن ابھی اس سے بہتر کھلاڑی باہر نہیں ہے جس کے لیے اس نے جگہ چھوڑی ہے۔بعد میں اس سے ملاقات ہوئی تو کہنے لگا: ''سر! یہ بات نہیں کہ باہر کوئی مجھ سے بہتر بیٹھا ہے یا نہیں۔جب میں اپنے معیار سے نیچے آ گیا ہوں تو مجھے ہاکی چھوڑ دینی چاہیے اور یہ حقیقت تسلیم کر لینی چاہیے کہ میرا کھیل جو پہلے تھا میں اب وہ پیش نہیں کر سکتا۔سمیع اللہ کا جو کھیل لوگ دیکھنا چاہتے ہیں اگر میں وہ پیش نہیں کر سکتا تو پھر مجھے کھیلنے کا کیا حق ہے؟۔''

اگر ہمارے سیاست دان چاہیں تو اس کہانی سے بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں جو محض کرسی سے چمٹ کر ہی رہ جاتے ہیں اور کبھی نہیں سوچتے کہ جس کام کے لیے لوگوں نے ہمیں پارلیمنٹ میں بھیجا ہے اگر ہم وہ کام نہیں کرتے تو پھر ہمیں پارلیمنٹ میں بیٹھنے کا کیا حق حاصل ہے۔ایس۔ای کالج کے جشن صد سالہ پر میں بھی بہاول پور مدعو تھا، مجھے کالج ہاکی ٹیم اور سمیع اللہ کا کوچ ہونے پر ایک خصوصی ٹرافی دی گئی جسے میں ایک اعزاز سمجھتا ہوں۔

بہاول پور سے ٹرانسفر:

چار برس ایس ای کالج میں گزارنے کے بعد اچانک وہاں سے سرگودھا تبدیلی کے احکام آ گئے۔ دوستوں نے پریشانی اور دکھ کا اظہار کیا۔ بڑا اصرار ہوا کہ تم انکار کر دو ہم تمھاری ٹرانسفر رکوالیں گے۔ دوستوں کا وفد پرنسپل صاحب سے ملا۔ اُنھوں نے بھی مجھے بلا کر کہا کہ اگر تم انکار کر دو تو میں تمھاری ٹرانسفر رکوا سکتا ہوں۔ میں نے کہا: ''سر مجھے واپس جانے دیں مجھے عید، بقرعید پر گھر جانے میں خاصی دقت ہوتی ہے۔ میرا بھی جی یہاں پر لگا ہوا ہے، دل نہیں چاہتا کہ یہاں سے جاؤں مگر میرے بوڑھے والدین اور میرے بہن بھائیوں کا بھی مجھ پر حق ہے کہ میں اُن کے درمیان زندگی گزروں اور دکھ سکھ میں اُن کے پاس رہوں۔ جہاں تک بہاول پور کا تعلق ہے یہاں جو مجھے محبت ملی ہے وہ میرے دل میں ہمیشہ رہے گی، میں اپنے دوستوں کو ملنے کے لیے یہاں آتا رہوں گا کہ میں نہ انھیں چھوڑ سکتا ہوں اور نہ بھول سکتا ہوں۔

چنانچہ وہ دن بھی آ گیا کہ دوست مجھے ریلوے سٹیشن پر الوداع کہنے کے لیے جمع تھے جن کی آنکھوں میں آنسو تھے اور ان کے آنسوؤں کے جواب میں میری آنکھیں بھی بھیگ گئیں تھیں۔ میں نے گورنمنٹ کالج سرگودھا جوائن کیا۔ یہاں پر میں نے مکان لے کر سامان بھی رکھ دیا لیکن ساتھی پروفیسر حضرات نے کہا ابھی سامان کھولیے گا نہیں۔ یہاں سے سیاسیات کے پروفیسر گورنمنٹ کالج فیصل آباد تبدیل ہو گئے تھے وہ واپس شاید یہیں آئیں اور آپ کو فیصل آباد جانا پڑے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور میں نے گورنمنٹ کالج فیصل آباد، فروری ۱۹۷۳ء کی کسی تاریخ کو جوائن کر لیا۔

آخر میں عطاء اللہ اعوان کی کتاب ''ندیمانِ جمال'' سے ایک اقتباس پیشِ خدمت ہے جو انھوں نے میرے بارے میں تحریر کیا۔ اس کتاب میں انھوں نے امیر شریعت، قاضی احسان احمد، مولانا محمد علی جالندھری رحمہم اللہ اور چند دوسرے دوستوں کے بارے میں اپنے تاثرات سپردِ قلم کیے ہیں۔ لکھتے ہیں:

''۱۹۷۰ء کی بات ہے میں گورنمنٹ صادق ایجرٹن (ایس۔ ای) کالج کے سٹاف روم میں بیٹھا تھا کہ ایک نیا چہرہ سٹاف روم میں داخل ہوا۔ درمیانہ سے قدرے چھوٹا قد، سرخ و سفید رنگت، آنکھوں میں ذہانت کی چمک، جسم پر سوٹ سج رہا تھا۔ تعارف پر معلوم ہوا پروفیسر خالد شبیر ہیں، شعبہ سیاسیات سے تعلق ہے اور ملتان سے تبدیل ہو کر یہاں تشریف لائے ہیں۔ ایک دو ہفتے تو تکلفانہ انداز میں گزر گئے آہستہ آہستہ کھلنے اور ایسے کھلے کہ جانِ محفل بن گئے۔

یاروں کے یار، دشمنوں کے دشمن، کھرے اور سچے انسان۔ مجلسی آدمی، چائے، سگریٹ اور پان کے عادی، بہترین مقرر اور ادیب، ہاکی کے اچھے کھلاڑی۔ کالج کی ہاکی ٹیم کے انچارج مقرر ہوئے اور پاکستان کے مشہور کھلاڑی سمیع اللہ خان (فلائنگ ہارس) کے کوچ بنے۔ بذلہ سنج اور لطیفہ بازی میں طاق اب شاعری بھی فرما رہے ہیں۔

خالد شبیر اُن دنوں بہاول پور چوک کے قریب ایک کرائے کے مکان میں رہتے تھے۔ دو لڑکوں اور ایک لڑکی

کے باپ، جو کماتے خوراک اورلباس پر خرچ کر دیتے۔ اپنے کفن کے لیے بھی نہ رکھتے۔ شام ہوتے ہی خالد شبیر کے دل میں سیر کی تمنا اور دوستوں سے ملنے کی آرزو مچلنے لگتی۔ وہ گھر سے نکلتے سیدھے دوستوں کے ہاں پہنچتے۔ گھنٹہ دو گھنٹہ دوستوں کے درمیان رہتے، چائے کا دور چلتا، حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ ہوتا۔ طیب قریشی، فروغ جلیل، احسان الحق، مامون عباس، عبدالرؤف، راقم اور دوسرے احباب مجلس میں شریک ہوتے۔ کالج میں بھی خالی اوقات میں خالد شبیر دولھا بنتا اور ہم سب براتی۔ اس کے لطیفے اور زندگی کے واقعات دوستوں کو گھیرے رہتے۔ خالد شبیر سید عطاء اللہ شاہ کے پروردہ، اُن کی گود میں کھیلے ہوئے۔ شاہ جی پر کتاب کے مصنف جناب نذیر مجیدی کے بیٹے، امیر شریعت کے بیٹوں سید ابوذر بخاری اور محسن بخاری، مومن بخاری کے قریبی ساتھی ہیں۔ احرار کے ان لیڈروں کی طرح حق گوئی اور بے باکی خالد شبیر کا شعار ہے۔ وہ پرنسپل صاحبان کو بھی کھری کھری سنا دیتے۔ ایک پرنسپل کو تو یہ تک کہہ دیا تھا کہ کام نہ کرنا دیوثیت ہے۔ جب تک خالد شبیر کالج میں رہے طلباء اور اساتذہ کی آنکھوں کا تارا بنے رہے۔ P.L.A (پنجاب لیکچررز ایسوسی ایشن) کے صدر رہے۔ دوران اجلاس نظم وضبط کی سختی سے پابندی کرائی۔

خالد شبیر احمد چنیوٹ میں عاشق امیر شریعت جناب نذیر مجیدی کے گھر پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج فیصل آباد سے گریجویشن کیا اور پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے سیاسیات کا۔ وہ بہاول پور میں مسافر تھے اور اپنی مادرِ علمی کو واپس جانا چاہتے تھے، لہٰذا اُن کا تبادلہ چار سال بعد فیصل آباد ہو گیا اور اس طرح وہ ہم سے جدا ہو گئے مگر ہم دوستوں کی محفلوں کو ویران کر گئے اور ہمارے درمیان اپنی یادوں کی خوشبو چھوڑ گئے۔ آج تک ویسی محفلیں برپا نہیں سکیں۔ فیصل آباد میں انھوں نے ایک بڑا علمی و ادبی کارنامہ سرانجام دیا اور وہ ہے ''تاریخ محاسبۂ قادیانیت'' جس میں انھوں نے مرزائیت کا تعاقب کرنے کی کہانی درج کی ہے۔ اس کتاب پر سرگودھا بورڈ نے اُنہیں دس ہزار روپے کے انعام سے نوازا ہے۔ وہ حضرت امیر شریعتؒ کے شیدائی ہیں، ہر سال اُن کی یاد میں منعقدہ پروگرام میں شرکت کے لیے ملتان آتے ہیں اور خطاب کرتے ہیں کبھی بہاول پور بھی آ جاتے ہیں۔ دوستوں کو پھر سے جمع کرتے ہیں۔ پرانی یادوں کے چراغ روشن کرتے ہیں۔ سب سے رواداری، سب سے حسنِ سلوک اور سب سے محبت اُن کا شیوہ ہے۔

ہماری دعا ہے کہ وہ اسی زندہ دلی کے ساتھ دوستوں میں زندہ رہیں اور محفلوں کو اپنی ذہانت وظرافت سے زعفران زار بناتے رہیں۔'' ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

جاری ہے

◆◆◆

مولانا عبداللطیف مسعود رحمہ اللہ

مرزا قادیانی کے رنگ برنگے شیطانی الہامات

رحمانی اور شیطانی الہامات کے بارے میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ......اور نیز یاد رہے کہ خدا کے مکالمات ایک خاص برکت اور شوکت اور لذت اپنے اندر رکھتے ہیں اور چونکہ خدا سمیع و علیم و رحیم ہے اس لیے وہ اپنے متقی اور راستباز اور وفادار بندوں کو اُن کے معروضات کا جواب دیتا ہے اور یہ سوال جواب کئی گھنٹوں تک طول پکڑ سکتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے فرشتے:

ٹیچی، مٹھن لال، خیراتی، شیر علی، درشنی، آ ئیل، آٹھ دس کا فرشتہ، حفیظ نامی فرشتہ، عبدالقادر کی شکل کا فرشتہ، انگریزی فرشتہ، دو نامعلوم فرشتے،

شیطانی الہام کی علامت:

ماسوا اس کے شیطان گُنگا ہے اپنی زبان میں فصاحت اور روانگی نہیں رکھتا اور گُنگے کی طرح وہ فصیح اور کثیر المقدار باتوں پر قادر نہیں ہوسکتا صرف ایک بد بودار پیرایہ میں فقرہ دو فقرہ دل میں ڈال دیتا ہے۔ اس کو ازل سے یہ توفیق ہی نہیں دی گئی کہ وہ لذیذ اور باشوکت کلام کر سکے......اور نہ وہ بہت دیر تک چل سکتا ہے گویا جلدی میں تھک جاتا ہے۔ الخ

(حقیقۃ الوحی، ص:۱۳۹، ۱۴۰۔ البشریٰ، ص:۳، ۴، حصہ اوّل)

اب اسی معیار پر درج ذیل قادیانی الہامات کو فِٹ کر کے حق و باطل کا فیصلہ فرمایے

مرزا قادیانی کے الہام:

(۱) تین استرے ۲ عطر کی شیشی (تذکرہ، ص:۴۷۷) (۲) کچلہ، کونین فولاد، یہ ہے دوائے ہمزاد (تذکرہ، ص:۷۹۲) (۳) واللہ واللہ، سِدھا ہویا اَوَلا (تذکرہ، ص:۷۴۶) (۴) کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کُشتیاں (تذکرہ، ص:۶۱۵) (۵) خطرناک (تذکرہ، ص:۷۵۲) (۶) ایک الہام جس کے اظہار کی اجازت نہیں (تذکرہ، ص:۷۴۱) (۷) تائی آئی۔ تار آئی (تذکرہ، ص:۷۸۱) (۸) تحفۃ الملوک (تذکرہ، ص:۶۹۹) (۹) امین الملک جے سنگھ بہادر (تذکرہ، ص:۶۷۲) (۱۰) خاکسار پیپر منٹ (تذکرہ، ص:۵۲۷) (۱۱) غلام احمد کی جے (تذکرہ، ص:۷۲۳) (۱۲) عمارت تو مفت میں تھک گئی (تذکرہ، ص:۵۲۳) (۱۳) بجلی کی طرح تیز الہام (تذکرہ، ص:۴۶۳) (۱۴) ایک دانہ کس کس نے

کھایا (تذکرہ، ص: ۵۹۵) (۱۵) لائف (تذکرہ، ص: ۵۹۳) (۱۶) یہوداہ اسکریوتی (تذکرہ، ص: ۲۹) (۱۷) غثم غثم غثم۔ اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز (تذکرہ، ص: ۵۹۳) (۱۸) آئی لو یو (۱۹) موتا موتی لگ رہی ہے (البشریٰ، ص: ۹۴، جلد: ۲) (۲۰) دوشہتیر ٹوٹ گئے (البشریٰ، ص: ۱۰۰، جلد: ۲) (۲۱) آتش فشاں۔ مصالح العرب۔ مسیر العرب (۲۲) ایسوسی ایشن (البشریٰ، ص: ۱۳۲، جلد: ۲) (۲۳) بامراد۔ رد بلا (البشریٰ، ص: ۱۰۰، جلد: ۲) (۲۴) ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں (البشریٰ، ص: ۱۰۵، جلد: ۲) (۲۵) کرنسی نوٹ دیکھو میرے دوستو (۲۶) بشیر الدولہ (البشریٰ، ص: ۱۰۷، جلد: ۲) (۲۷) عورت کی چال ایلی ایلی لِمَا سَبَقْتَانِیْ (البشریٰ) (۲۸) خدا نکلنے کو ہے (البشریٰ، ص: ۱۰۹، جلد: ۲) (۲۹) کلیسا کی طاقت کا نسخہ (البشریٰ، ص: ۱۱۴، جلد: ۲) (۳۰) ہر مکان سے خیر دعا ہے (البشریٰ، ص: ۱۲۳، جلد: ۲) (۳۱) بشیر الدولہ۔ عالم کباب۔ شادی خان۔ کلمۃ اللہ خان (البشریٰ، ص: ۱۱۶، جلد: ۲) (۳۲) مبارک (البشریٰ، ص: ۱۲۲، جلد: ۲) (۳۳) لائف آف پئین (البشریٰ، ص: ۱۲۸، جلد: ۲) (۳۴) راز کھل گیا (البشریٰ، ص: ۱۲۹، جلد: ۲) (۳۵) بلاءِ دمشق۔ سرُّ کَ سِرِّ ی۔ ایک اور بلا برپا ہوئی (۳۶) پوری ہوگئی (البشریٰ، ص: ۱۳۰، جلد: ۲) (۳۷) زلزلہ اس طرف چلا گیا (ص: ۱۳۰، جلد: ۲) (۳۸) عبرت بخش سزائیں دی گئیں (البشریٰ، ص: ۱۳۲، جلد: ۲) (۳۹) سرنگ (البشریٰ، ص: ۱۴۱، جلد: ۲) (۴۰) بسترِ عیش (ص: ۸۸، جلد: ۲) (۴۱) شوخ شنگ لڑکا پیدا ہوگا (البشریٰ، ص: ۹۱، جلد: ۲) (۴۲) چوہدری رستم علی (البشریٰ، ص: ۹۴، جلد: ۲) (۴۳) تازہ نشان تازہ نشان کا دھکا۔

مرزا کے انجام کے متعلقہ الہام:

(۱) اِصْبِرْ سَنَفْرُغُ لَکَ یَا مِرْزا۔ (البشریٰ، ص: ۸۷، جلد: ۲) (۲) ہیضہ کی آمدن ہونے والی ہے (البشریٰ، ص: ۱۳۲، جلد: ۲) (۳) مکّن تکیہ برعمر ناپائیدار (البشریٰ، ص: ۱۴۱) (۴) زندگیوں کا خاتمہ (البشریٰ، ص: ۱۰۳، جلد: ۲) (۵) الرَّحِیلُ ثُمَّ الرَّحِیلُ۔ موت قریب (البشریٰ، ص: ۱۴۱، جلد: ۲) (۶) بہت سے حادثات کے بعد تیرا حادثہ ہوگا (البشریٰ، ص: ۹۴، جلد: ۲) (۷) موت دروازہ پر کھڑی ہے (البشریٰ، ص: ۹۴، جلد: ۲) (۸) لاہور میں ایک بے شرم ہے (البشریٰ، ص: ۱۲۶، جلد: ۲) (۹) ہُن اس دا لیکھا خدا نال جا پیا اے (البشریٰ، ص: ۱۲۸، جلد: ۲) (۱۰) شکارِ مرگ (البشریٰ، ص: ۹۴، جلد: ۲) (۱۱) اس کُتے کا آخری دَم ہے (تذکرہ، ص: ۴۱۷) (۱۲) بعد ۱۱/ ان شاء اللہ (البشریٰ، ص: ۶۵، جلد: ۲) (۱۳) ایک ناپاک روح کی آواز میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا (البشریٰ، ص: ۹۵، جلد: ۲) (۱۴) پیٹ پھٹ گیا (تذکرہ، ص: ۶۷۲۔ البشریٰ، ص: ۱۱۹، جلد: ۲) (۱۵) ماتم کدہ (البشریٰ، ص: ۱۴۰، جلد: ۲) (۱۶) ایکدم میں

رخصت ہوا (البشریٰ، ص: ۱۱۷، جلد: ۲) (۱۷) جنازہ (خزائن، ص: ۶۰۳، جلد: ۱۸) (۱۸) کمترین کا بیڑا غرق ہوگیا (البشریٰ، ص: ۱۲۱، جلد: ۲) (۱۹) وقت رسید (تذکرہ، ص: ۷۴۶)

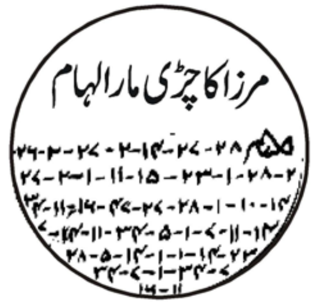

ناظرین کرام مندرجہ بالا بے سروپا اور کٹے پھٹے الہامات کو ملاحظہ فرما کر فیصلہ کیجیے کہ یہ الہامات بقولِ بالا مرزا قادیانی رحمانی ہیں شیطانی؟

قادیانی کے صدق وکذب کا ایک فیصلہ کن معیار:

مرزا قادیانی کا لڑکا مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے کہ آپ منگل کے دن کو بڑا منحوس سمجھتے تھے۔ اور منگل کے دن ہی فوت ہوئے۔ (سیرت المہدی نمبر ۱۱)

نتیجہ:

ربِّ رحیم نے اپنے ہر پڑھے اور اَن پڑھ بندے پر مرزا قادیانی کا باطل پرست ہونا واضح کرنے کے لیے اس کو منگل کے دن ہی موت دی تا کہ اس کا جھوٹا ہونا سب پر واضح ہوجائے۔

❖❖❖❖

ماہانہ مجلس ذکر واصلاحی بیان
ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
25 ستمبر 2014ء
جمعرات بعد نماز مغرب
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب مجلسِ ذکر واصلاحی بیان ہوتا ہے
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

ادارہ

اخبارُالاحرار

ملتان (۱۲؍اگست) مجلس احراراسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ طاہر القادری اورعمران خان یہود ونصاریٰ کے مہرے ہیں اور انقلاب کے نام پر وطن عزیز کو ناکام ریاست کے طور پر ڈکلیئر کرانے کے ایجنڈے پر کام کررہے ہیں اپنے بیان میں انہوں نے کہا کہ آئین اور قانون کا راستہ چھوڑ کر بغاوت کا راستہ اختیار کرنے والے عناصر پاکستان کی سلامتی سے کھیلنا چاہتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ ملک تیزی سے عدم استحکام کی طرف بڑھ رہا ہےاور ملک کو استحکام بخشنے اور فتنوں سے بچنے کے لیےضروری ہے کہ قیام ملک کے اصل مقصد ''نفاذ اسلام'' کو نیک نیتی سے پورا کیا جائے۔نیز امریکی تسلط سے آزادی حاصل کی جائے۔انھوں نے کہا کہ حکومت نفاذِ اسلام کا انقلابی اقدام کر کے طاہرالقادری اورعمران خان کے یورپین برانڈ انقلاب کا راستہ مسدود کردے۔

❁ ❁ ❁

چیچہ وطنی (۱۳؍اگست) مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی کے دفتر پر وطن عزیز کے پرچم کی تقریب پرچم کشائی ہوئی، اِس موقع پر وطن عزیز کی سلامتی اور ملک میں اسلامی نظام کے عملی نفاذ کی دعا کی گئی۔مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے ''یوم آزادی'' کے حوالے سے اپنے بیان میں کہا ہے کہ انگریز سامراج کے غاصبانہ فیصلے سے آزادی اور مملکت خُداداد پاکستان کے قیام کا مقصد سیکولر پاکستان نہیں بلکہ ایک اسلامی فلاحی ریاست کا قیام تھا اور مسلمانوں نے اپنی عزت وآبرو اور جان ومال اس لیے قربان کئے کہ ان کی آئندہ نسلوں کو پاکستان میں سکھ کا سانس ملے گا ،انہوں نے کہا کہ 67 سالوں میں ملک کو اس کے اساسی نظریے سے ہٹانے بانی پاکستان محمد علی جناح کے وِژن سے دور لے جانے کے لیے ماضی کے تمام حکمرانوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی،انہوں نے کہا کہ موجودہ بحران، بدامنی اورانارکی کی اصل وجہ اُس نظام کا نافذ نہ کرنا ہے،جس کا ملک بناتے وقت وعدہ کیا گیا تھا،اس بدعہدی کی سزا ملتی رہے گی،تا آنکہ ہم اللہ کے غضب کو مزید دعوت نہ دیں اور قرآن کا نظام نافذ کردیں،انہوں نے کہا کہ قائداعظم کے خیالات کو سیکولرازم کی طرف گھسیٹنا خود قائداعظم اور تاریخ سے بدترین ناانصافی ہے،انہوں نے کہا سودی معیشت ختم کرنے کا وعدہ نواز شریف پورا کرتے ہوئے غیرسودی بنکاری کی طرف آنا چاہیےاور یہ دستور پاکستان کا تقاضا بھی ہے۔

❁ ❁ ❁

چیچہ وطنی (۱۴؍اگست) تحریک ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ ڈاکٹر طاہرالقادری نے لاہور سے اسلام آباد روانگی کے وقت انگریزی میں یہ کہا ہے کہ ''اللہ کے علاوہ کسی کو، دوسرے کو غیرمسلم قرار دینے کی اجازت نہیں میں کسی کو کافر قرار دینے کے خلاف ہوں اوراس کے لیے آئین میں ترمیم بھی کروں گا''۔عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ اگر ڈاکٹر طاہرالقادری کا اس سے مطلب قادیانی ہیں اوراس حوالے سے انہوں نے آئین میں ترمیم کی بات کی ہے،تو وہ دل کے دروازے کھول کرسُن لیں کہ کوئی مائی کالعل قادیانیوں

والی قرار دادِ اقلیت ختم نہیں کرسکتا۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر طاہر القادری کو کھل کر بتانا چاہیے کہ وہ اس حوالے سے آئین میں کون سی ترمیم کی بابت بات کررہے ہیں۔

❁ ❁ ❁

ملتان (۱۵؍اگست) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ طاہر القادری کی طرف سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی اسمبلی کی قرارداد کو ختم کرانے کا بیان شرمناک اور امریکی ایجنڈہ ہے۔ پوری امت مسلمہ متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم سمجھتی ہے۔ قادیانی اسمبلی کے فیصلے سے پہلے بھی متفقہ طور پر کافر تھے۔ قومی اسمبلی نے امتِ مسلمہ کے فیصلے کو آئین کا حصہ بنایا۔ جس پر پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں نے متفقہ طور پر دستخط کیے۔
انھوں نے کہا کہ قادری، استعماری قوتوں کے ایجنٹ اور انہی کے ایجنڈے پر کام کررہے ہیں۔ دنیا کی کوئی طاقت ختم نبوت اور قادیانیت کی آئینی ترمیم کو ختم نہیں کرسکتی۔ اگر ایسی کوشش کی گئی تو 1953ء کی تحریکِ ختم نبوت سے بھی بڑی تحریک چلائی جائے گی۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ آئین کی پاسداری، تحفظ اور احترام ہر پاکستانی پر فرض ہے۔ آئین میں ملک کی نظریاتی بنیادیں طے کردی گئی ہیں اور حکومتوں کی تبدیلی کا طریقہ کار بھی طے ہے۔ ملک کسی بھی غیر آئینی اقدام کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ جب سیاسی قوتیں ہی آئین کی پامالی کے درپے ہوں تو سوائے انتشار وافتراق اور خانہ جنگی کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

❁ ❁ ❁

چیچہ وطنی (۱۷؍اگست) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری، سید محمد کفیل بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ نے جامعہ تجوید القرآن چیچہ وطنی کے مہتمم پیر جی قاری عبدالرحمٰن کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے ان کی دینی و تعلیمی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ پیر جی عبدالرحمٰن اپنے روحانی و نسبی بزرگوں کی وراثت کے امین تھے اور عمر بھر لوگوں کو قرآن سے جوڑنے کے لیے سرگرم رہے علاوہ ازیں احرار ختم نبوت مشن برطانیہ کے صدر شیخ عبدالواحد نے بھی پیر جی قاری عبدالرحمٰن کی رحلت پر تعزیت وافسوس کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ پیر جی عبدالرحمٰن انکساری کا مرقع تھے اور ساری عمر رائے پوری حضرات کے لگائے ہوئے تعلیم القرآن کے پودے کی آبیاری کرتے رہے۔

❁ ❁ ❁

چیچہ وطنی (۲۰؍اگست) اہلسنت والجماعت پاکستان کے سربراہ مولانا احمد لدھیانوی نے کہا ہے کہ ملک انتہائی نازک دور سے گزر رہا ہے، بیرونی ایجنڈے کے ساتھ سول نافرمانی کی باتیں پہلی دفعہ کی جارہی ہیں، وہ گزشتہ روز مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ سے ان کے دفتر جامع مسجد چیچہ وطنی میں ملاقات کے موقع پر موجود کارکنوں سے خطاب کررہے تھے، انہوں نے کہا کہ امریکی ایجنڈے کے ساتھ ایرانی اور خمینی طرز کا انقلاب لانے والوں نے بغاوت پر مبنی جو فتنہ وفساد کھڑا کیا ہے یہ ریاست اور آئین کو چیلنج پر مبنی رویہ ہے، انہوں نے کہا کہ صوفی محمد اب تک اس لیے جیل میں ہیں کہ انہوں نے ریاست کے آئین کو چیلنج کیا تھا اور لال مسجد میں معصوم جانوں کو بھون دیا گیا! ایسے اقدامات کرنے والوں کی تائید کرنے والے اب کیوں خاموش ہیں، انہوں نے کہا کہ ایرانی طرز کے انقلاب اور شر پسندی کا راستہ روکا جائے گا، انہوں نے کہا کہ عمران خان اور قادری دونوں یہود ونصاریٰ کے مہرے کے طور پر استعمال ہو

رہے ہیں ان کا انقلاب کا نعرہ کسی اور طاقت کا دیا ہوا ہے اپنا نہیں۔ بعدازاں مولانا محمد احمد لدھیانوی نے دارالعلوم ختم نبوت کے طلباء اور اساتذہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآنی تعلیم اللہ کی خوشنوی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے، انہوں نے کہا کہ ہماری تمام مشکلات کا حل صرف اور صرف وحی الٰہی کے احکامات کی مکمل تابعداری میں ہے، انہوں نے طلباء کو نصیحت کی دینی تعلیم کے بعد معاشرے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے اپنی صلاحیتوں کو وقف کریں، اِس موقع پر قاری محمد قاسم، حکیم محمد قاسم، پروفیسر جاوید منیر احمد، مولانا منظور احمد، جمعیت علماء اسلام کے رہنما حافظ حبیب اللہ چیمہ، قاضی عبدالقدیر، مولانا محمد یونس قاسمی، مولانا لطف الرحمٰن، قاری نعیم، مولانا وسیم اللہ، بھائی محمد رمضان جلوی، حافظ محمد سلیم شاہ اور کئی دیگر حضرات بھی موجود تھے۔

❁ ❁ ❁

ملتان (۲۱؍اگست) تحریک آزادی کے نامور مجاہد بانی احرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کے 53ویں یوم وفات (21اگست) کے موقع پر گزشتہ روز ملک کے طول وعرض میں ''یوم امیر شریعت'' منایا گیا۔ مجلس احرار اسلام تحریک تحفظ ختم نبوت، تحریک طلباء اسلام پاکستان اور دیگر تنظیموں کے زیر اہتمام مختلف مقامات پر منعقدہ اجتماعات، سیمینارز اور اجلاسوں میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی دینی وسیاسی اور قومی وملی خدمات کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری، نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ نے مختلف مقامات پر کہا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ہندوستان پر فرنگی سامراج کے انخلاء کیلئے تحریک آزادی کو جلا بخشی اور قافلۂ سخت جاں احرار نے حریت فکر کا ایسا نعرہ لگایا کہ مظلوم طبقات انگریز سامراج کے ظلم واستبداد کے سامنے کھڑے ہوگئے انگریز کے غرور تکبر کو سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے پاؤں تلے روندا اور تحفظ ختم نبوت کیلئے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ علاوہ ازیں لاہور میں ''یوم امیر شریعت'' کا مرکزی اجتماع مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات میاں محمد اویس کی زیر صدارت ایوان احرار نیو مسلم ٹاؤن میں منعقد ہوا جس میں تحریک طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی کنونیر محمد قاسم چیمہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو خراج عقیدت پیش کرنے کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم امریکی استعمار کی چیرہ دستیوں کو بے نقاب کرتے رہیں اور فتنہ ارتداد مرزائیہ کی ملک وملت کے خلاف ریشہ دوانیوں کا سدباب کرنے والے بن جائیں۔ انہوں نے کہا کہ آج ملک جن گھمبیر حالات سے دوچار ہے اس کے لئے پھر ایک سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی ضرورت ہے۔ ملتان، تلہ گنگ، چنیوٹ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، بوریوالہ، گجرات، رحیم یار خان، کمالیہ اور چیچہ وطنی سے موصولہ اطلاعات میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اس عہد کی تجدید کی گئی کہ ملک کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کیلئے مجلس احرار اسلام اپنا کردار ادا کرتی رہے گی۔ دریں اثناء مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ عمران خان اور طاہر القادری امریکی وسامراجی ایجنڈے کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انتشار اور انارکی پیدا کرکے پاکستان کو ناکام ریاست ڈکلیئر کرانے کیلئے اغیار کی سازشیں پروان چڑھائی جارہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وطن عزیز کے خلاف ہونے والے سازشیں دم توڑ جائیں گی اور سامراجی گماشتوں کو منہ کی کھانی پڑے گی۔ مزید برآں مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات میاں محمد اویس نے بتایا ہے کہ مرکز احرار دارِ بنی ہاشم ملتان میں قائد احرار ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری، مرکز احرار مدنی مسجد چنیوٹ میں سید محمد کفیل

بخاری اور پروفیسر خالد شبیر احمد، مرکز احرار تلہ گنگ میں مولانا تنویر الحسن، مسجد احرار چناب نگر میں مولانا محمد مغیرہ جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی لازوال جدوجہد کو خراج عقیدت پیش کریں گے۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر اقلیت قرار دیئے جانے کے تاریخی دن کے حوالے سے 7 ستمبر کو ملک بھر میں تمام مکاتب فکر کے زیر اہتمام ''یوم تحفظ ختم نبوت'' منایا جائیگا۔ انہوں نے بتایا کہ یکم ستمبر سے لے کر 10 ستمبر تک عشرہ ختم نبوت منایا جائیگا اور دینی جماعتیں ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دور میں پارلیمنٹ میں قرار داد اقلیت کے حوالے سے اجتماعات ختم نبوت منعقد کریں گی۔ جب کہ ایوان احرار مسلم ٹاؤن لاہور میں یوم تحفظ ختم نبوت کا مرکزی اجتماع منعقد ہوگا۔

❁ ❁ ❁

ملتان (۲۲ر اگست) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری اور جامعہ قاسم العلوم کے مہتمم رفیقِ امیر شریعت مولانا محمد یسین نے کہا ہے کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے تحریک آزادی اور تحریک تحفظ ختم نبوت میں لازوال قربانیاں دیں اور قائدانہ کردار ادا کیا۔ وہ ایوانِ احرار دار بنی ہاشم میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے 53 ویں یوم وفات کی مناسبت سے ''یوم امیر شریعت'' کے مرکزی اجتماع پر ان کی دینی وقومی خدمات پر منعقدہ سیمینار سے خطاب کر رہے تھے انھوں نے کہا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری استعمار دشمنی کی علامت اور اسلام کے عظیم مبلغ تھے۔ انہوں نے اسلام اور وطن کی آزادی کیلئے چالیس برس انتھک جدوجہد کی اور زندگی کے دس سال انگریز کی جیلوں میں گزارے۔ دینی وسیاسی جدوجہد میں ان کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہیں آئی۔ انھوں نے ساری زندگی فرنگی اور اس کے خود کاشتہ پودے مرزائی کے خلاف منظّم جدوجہد جاری رکھی۔ انھوں نے فرنگی سامراج اور اس کے وفاداروں سے نفرت اپنی جماعت مجلس احرار کے ہر کارکن کے رگ وریشہ میں پیوست کردی۔ شاہ جی نے دوست اور دشمن کے معیار سے پوری قوم کو شناسا کرایا۔ دین دشمن طاقتوں اور ان کے حلیفوں کو کبھی دین دوست نہیں سمجھا دین وہ استقامت کا پہاڑ تھے۔ انھوں نے کہا کہ احرار آخری سانس تک عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جدوجہد کرتے رہیں گے۔

چنیوٹ (۲۲ر اگست) مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، پروفیسر خالد شبیر احمد نے مرکز احرار مدنی مسجد چنیوٹ میں منعقدہ یوم امیر شریعت کے حوالے سے منعقدہ ''خدماتِ امیرِ شریعت سیمینار'' سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے 1916ء سے دعوتی وتبلیغی اور 1919ء کے حادثہ جلیاں والہ باغ امرتسر کے بعد سیاسی جدوجہد کا آغاز کیا۔ انہوں نے برصغیر کی ہر قومی وسیاسی اور دینی تحریک میں نمایاں کردار ادا کیا۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ شاہ جی نے 1929ء میں مجلس احرار اسلام قائم کی اور مرتے دم تک مجلس احرار اسلام سے وابستہ رہے۔ پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ احرار اور تحفظ ختم نبوت میں جسم اور روح کا تعلق ہے۔ امیر شریعت نے ہی احرار کارکنوں میں تحفظ ختم نبوت کے جذبہ کی روح پھونکی۔ قادیانیت کے دھوکہ وفریب کا پردہ چاک کر کے ان کا عوامی محاسبہ کیا اور مسلمانوں کو گمراہی سے بچالیا۔ انھوں نے کہا کہ امیر شریعت کا نام اور ان کا کام تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد میں امیر شریعت کا نام ہمیشہ گونجتا رہے گا۔ سیمینار سے انٹرنیشنل ختم نبوت پنجاب کے امیر مولانا محمد الیاس چنیوٹی (ایم پی اے)، مولانا مشتاق احمد چنیوٹی، مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد مغیرہ اور مولانا محمد طیب چنیوٹی نے بھی خطاب کیا۔ دریں اثناء جامع مسجد احرار چناب نگر میں منعقدہ اجتماع میں مولانا محمود الحسن نے امیر شریعت کی

دینی وسیاسی اور ملی وقومی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے انہیں زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ علاوہ ازیں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی خدمات جلیلہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے مجلس احرار اسلام، تحریک طلباء اسلام، تحریک تحفظ ختم نبوت اور دیگر دینی و مذہبی جماعتوں کے زیر اہتمام گزشتہ روز بھی اجتماعات منعقد ہوئے۔ ملک کے طول وعرض میں اجتماعات جمعۃ المبارک میں شاہ جی کی خدمات کو سراہا گیا اور اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ ان کی استعمار دشمنی اور تحفظ ختم نبوت کے کردار کو زندہ رکھا جائیگا۔ علماء کرام اور مقررین نے یہ بھی کہا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے برطانوی سامراج کو ہندوستان سے نکال باہر کیا تھا ہمارے لئے ضروری ہے کہ امریکی استعمار کے تسلط کو ختم کرنے کیلئے شاہ جی کے نقش قدم پر چلنے کا عہد کریں۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری سچے عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، حافظ گلزار احمد

گوجرانوالہ (بیورو رپورٹ، ۲۲؍ اگست) امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سچے عاشق رسول ﷺ برصغیر پاک و ہند کے عظیم خطیب اور تحریک آزادی کے ہیرو تھے۔ انھوں نے نصف صدی تک لوگوں کو قرآن سنایا اور اور اپنی زندگی ختم نبوّت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ ان خیالات کا اظہار انٹرنیشنل ختم نبوّت موومنٹ پنجاب کے نائب صدر مولانا حافظ گلزار احمد آزاد نے فہم اسلام سینٹر شہزادٹاؤن میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی یاد میں تقریب سے خطاب میں کیا۔ انھوں نے کہا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے وقت کے فرعونوں کو للکارا، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ مولانا آزاد نے کہا کہ امیر شریعتؒ نے ارتدادی تحریک کو بڑی قوت سے روک کر قادیانیت کے فتنہ سے عوام کو آگاہ کیا۔ سامراج کے خلاف امیر شریعت کی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ (روزنامہ ''اسلام'' لاہور)

امیر شریعت کی خدمات لازوال ہیں، مولانا زاہدالراشدی

گوجرانوالہ (بیورو رپورٹ، ۲۲؍ اگست) پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل شیخ الحدیث مولانا زاہدالراشدی نے کہا ہے کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خدمات لازوال ہیں۔ انھوں نے اہل اسلام کے دینی عقائد کے تحفظ کے لیے تن من دھن سے جدوجہد کی اور آخری دم تک عقیدۂ ختم نبوّت کے تحفظ کے لیے سرگرم رہے۔ ان جیا س سچا عاشقِ رسول ﷺ صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انھوں نے بخاری ہال ختم نبوّت مرکز گوجرانوالہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے زیر اہتمام تقریب میں کیا جس کی صدارت امیرِ ضلع مولانا محمد اشرف مجددی نے کی۔ اجلاس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت ضلع شیخوپورہ کے جنرل سیکرٹری مولانا قاری محمد الیاس، نائب امیر مولانا قاری محمد رمضان، مبلغ مولانا ریاض احمد، پاکستان علماء کونسل کے وائس چیئر مین علامہ محمد ایوب صفدر، انٹرنیشنل ختم نبوّت موومنٹ کے صوبائی نائب صدر مولانا حافظ گلزار احمد، جمعیت اشاعت التوحید ناظم اعلیٰ مولانا حافظ محمد صدیق نقشبندی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے راہنما مولانا قاری منیر احمد قادری، مولانا نذیر الرحمٰن، مولانا قاری محمد ارشد، مولانا محمود الرشید قدوس، مولانا محمد عارف شامی، سید احمد حسین زید اور جمعیت اہل السنّت والجماعت کے راہنما مولانا مفتی محمد نعمان، مولانا امیر معاویہ وٹو، مولانا مفتی محمد ادریس اور دیگر نے خطاب کیا۔ (روزنامہ ''اسلام'' لاہور)

❁ ❁ ❁

چیچہ وطنی (۲۲؍ اگست) تحریک آزادیٔ وطن کے نامور مجاہد، تحریک ختم نبوت کے قائد اور بانیٔ احرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کی یاد میں منعقدہ نشست سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے

سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ برطانوی سامراج کے تسلط سے ہندوستان کو آزاد کرانے کے لیے جس قافلۂ حق نے کلیدی کردار ادا کیا، سید عطاء اللہ شاہ بخاری اُس قافلے کے سپہ سالار تھے، جن کی زندگی کا مقصد قرآن سے محبت اور انگریز سے نفرت تھا، نشست کی صدارت انجمن تحفظ حقوق شہریاں چیچہ وطنی کے سرپرست شیخ عبدالغنی نے کی جبکہ چودھری محمد اشرف، محمد صفدر چودھری، قاری محمد قاسم، حافظ ظہور احمد، رانا قمر الاسلام، ڈاکٹر محمد زبیر، قاضی بشیر احمد، ماسٹر عطا محی الدین، ماسٹر تنویر احمد، رانا علی نواز، حافظ محمد سلیم شاہ، محمد نوید طاہر (بورے والا) اور سردار محمد نسیم ڈوگر نے خصوصی شرکت کی، عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ آج دنیا بھر میں تحفظ ختم نبوت کی پرامن جدوجہد سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی مرہون منت ہے، شاہ جی استقامت، استغناء اور اخلاص کے پیکر تھے، انہوں نے عوام سے انگریزی تسلط کا رُعب و دبدبہ ختم کر کے رکھ دیا۔ شیخ عبدالغنی نے صدارتی خطاب میں کہا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا مضبوط انفرادی و اجتماعی کردار ہمارے لیے مشعل راہ ہے وہ قرونِ اولیٰ کی سچی تصویر تھے، انہوں نے اپنے کارکنوں اور رضا کاروں سے جو محبت کی آج اُسی محبت کے مارے ہوئے طاغوت کے خلاف سینہ سپر ہیں اور حکومت الٰہیہ کے نفاذ کے لیے سرگرم ہیں، نشست میں گزشتہ دنوں انتقال کر جانے والے حضرت پیر جی قاری عبدالرحمٰن رائے پوری کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا گیا اور ان کی خدماتِ جلیلہ کو خراج تحسین پیش کیا گیا، علاوہ ازیں مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم کے خطیب مولانا منظور احمد اور مسجد ختم نبوت رحمٰن سٹی کے خطیب مفتی ذیشان آفتاب نے اجتماعات جمعۃ المبارک میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی خدمات جلیلہ کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ قوم کو آج پھر ایک عطاء اللہ شاہ بخاری کی ضرورت ہے، مجلس احرارِ اسلام کے زونل آفس میں موصولہ اطلاعات کے مطابق متعدد مقامات پر سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی یاد میں اجتماعات منعقد ہوئے، جن میں قادیانی ریشہ دوانیوں پر روشنی ڈالی گئی، علماء کرام اور دینی رہنماؤں نے کہا کہ عمران خان اور طاہر القادری کا ماورائے آئین وقانون احتجاج ن لیگ کی حکومت کی غلط پالیسیوں اور حکمرانوں کی نا اہلی کا نتیجہ ہے، انہوں نے کہا کہ قرار دادِ مقاصد جو آئین کا دیباچہ ہے کے تقاضوں کی روشنی میں جب تک پالیسی پر عمل درآمد نہ ہوگا امن قائم نہیں ہوسکتا۔

❁ ❁ ❁

ٹوبہ ٹیک سنگھ (۲۲/اگست) مجلس احرار اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کے زیر اہتمام مرکز احرار جامع مسجد معاویہ میں یوم امیر شریعت کی تقریب سے مقامی امیر حافظ محمد اسماعیل نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امیر شریعت نے اپنی ساری زندگی استعمار اور اس کے گماشتوں کے خلاف جدوجہد میں گزاری ان کی قربانیوں کا ہی نتیجہ تھا کہ پاکستان کی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوایا گیا۔ تقریب کی صدارت مولانا محکم الدین صاحب نے کی جبکہ مقامی رہنما مولانا عبیدالرحمٰن زاہد نے بھی امیر شریعت رحمہ اللہ کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔

❁ ❁ ❁

چیچہ وطنی (۲۵/اگست) خانقاہ سراجیہ (کندیاں) کے سجادہ نشین حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد نے کہا ہے کہ وہ جماعتیں اور ادارے مبارک باد کے مستحق ہیں، جنہوں نے نامساعد حالات کے باوجود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ ختم نبوت کے تحفظ کی پرامن جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں، وہ دورۂ چیچہ وطنی کے موقع پر گزشتہ روز مسلم لیگ (ن) کے رہنما حاجی محمد ایوب کی رہائش گاہ پر مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کی سربراہی

میں ملنے والے وفد سے گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کے دفاع کے لیے محبّ وطن حلقوں کی ذمہ داریاں پہلے سے بڑھ گئی ہیں اور سیاست کے نام پر مداریوں کا کھیل کھیلنے والوں سے چھٹکارے کی فوری ضرورت ہے، انہوں نے تمام مسلمانوں اور اپنے متوسلین سے اپیل کی کہ ''یوم تحفظ ختم نبوت'' کے موقع پر 7 ر ستمبر کو ملک بھر میں ہونے والے اجتماعات میں بھر پور شرکت کریں، اِس موقع پر عبداللطیف خالد چیمہ نے اُن کو بتایا کہ امسال 7 ر ستمبر کو اندرون ملک اور بیرون ملک ''یوم تحفظِ ختم نبوت'' جوش وخروش اور اہتمام کے ساتھ منایا جا رہا ہے یاد رہے کہ خواجہ خلیل احمد 7 ر ستمبر کو مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے زیر اہتمام لاہور میں ''یومِ تحفظ ختم نبوت'' کے مرکزی اجتماع میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے شریک ہوں گے جبکہ اس اجتماع میں تمام مکاتب فکر کے سرکردہ رہنما شرکت وخطاب کریں گے۔

مسافرانِ آخرت

● **سید عبدالستار شاہ صاحب ہمدانی مرحوم:** مولانا سید منظور الحسن ہمدانی شہید رحمہ اللہ کے چھوٹے بھائی سید عبدالستار شاہ ہمدانی طویل علالت کے بعد ۹ ر شوال ۱۴۳۵ء، ۶ ر اگست ۲۰۱۴ء بروز بدھ خیر پور ٹامیوالی میں انتقال کر گئے۔ مرحوم، سید وقار الحسن ہمدانی، سید محمد بلال ہمدانی اور سید سیف الرحمٰن ہمدانی کے چچا تھے۔ علمی وادبی ذوق کے حامل اور مطالعے کے رسیا تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

اہلیہ مرحومہ ڈاکٹر سید عبدالرحمٰن شاہ ہمدانی: مولانا سید منظور الحسن ہمدانی شہید رحمہ اللہ کے بھاوج صاحبہ ۱ ر اگست ۲۰۱۴ء کو انتقال کر گئیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

● **حافظ نور احمد انبالوی مرحوم:** مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے سابق رکن حافظ نور احمد انبالوی، انتقال: ۲ ر اگست ۲۰۱۴ء ملتان۔

● **حافظ محمد ظفر صاحب مرحوم:** مجلس احرارِ اسلام (ڈیرہ غازی خان) کے قدیم معاون۔ انتقال: ۱۷ ر جولائی ۲۰۱۴ء

● **حاجی محمد اسلم مرحوم:** مجلس احرارِ اسلام (ڈیرہ غازی خان) کے قدیم کارکن اور حاجی محمد ظفر مرحوم کے بڑے بھائی۔ انتقال: ۱۷ ر اگست ۲۰۱۴ء

● **قاری عبدالرحمٰن صاحب رحمہ اللہ:** مدرسہ تجوید القرآن چیچہ وطنی کے ناظم، پیر جی عبدالمجید رحمہ اللہ کے فرزند، پیر جی عبدالعلیم شہید رحمہ اللہ کے بھتیجے۔ انتقال: ۱۹ ر شوّال ۱۴۳۵ھ

● مولانا مشتاق احمد چنیوٹی کے بھائی **محمد شوکت مرحوم**، انتقال: ۹ ر اگست ۲۰۱۴ء

● **ہمشیر مرحومہ حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر**، مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب ناظم نشر واشاعت حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر (چیچہ

وطنی) کی بڑی ہمشیر، انتقال: ۱۱ر اگست ۲۰۱۴ء

● **بنت مرحومہ شرافت علی صاحب:** جامعہ بستانِ عائشہ دارِ بنی ہاشم ملتان کی سابق معلّمہ، انتقال: ۳ر اگست ۲۰۱۴ء

● ادارہ نقیب ختم نبوّت کے معاون ڈاکٹر حافظ عبدالرحمٰن صاحب (ملتان) کی بھاوج انتقال: اگست ۲۰۱۴ء

● مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن جناب یوسف باوا کی مُمانی صاحبہ، انتقال: اگست ۲۰۱۴ء

● چیچہ وطنی جماعت اور دار العلوم ختم نبوّت کے قدیم معاون خصوصی اور ہمارے مہربان رائے نیاز محمد خان کی اہلیہ ۲۳ر اگست کو انتقال کر گئیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین) قارئین دعاء مغفرت وایصال ثواب کا خصوصی اہتمام فرمائیں (ادارہ)

دعائے صحت

- جناب سردار عزیز الرحمٰن سنجرانی: مجلس احرارِ اسلام ضلع ملتان کے سابق ناظم و رکن مرکزی مجلس شوریٰ۔
- چودھری محمد اکرام (لاہور)
- محمد بشیر چغتائی (مدرسہ معمورہ ملتان کے سابق سفیر) صاحب فراش ہیں۔
- مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن اور قدیم فدا کار احرار کارکن مولوی بلال احمد صاحب (رحیم یار خان) شدید علیل ہیں
- بورے والہ میں مجلس احرارِ اسلام کے معاون حافظ محمد عثمان کے والد حاجی ریاست علی صاحب علیل ہیں۔
- مجلس احرارِ اسلام چنیوٹ کے قدیم کارکن محمد عثمان صاحب علیل ہیں۔

قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو شفاءِ کاملہ عطاء فرمائے (آمین)

مریض کی عیادت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کو اس مرض میں موت نہیں آتی ہے اور اس نے اس کے پاس ہوتے ہوئے سات مرتبہ یوں پڑھا:

اَسْأَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ

''میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو عظیم ہے اور عرشِ عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفا عطا فرمائے''

تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور اس مرض سے شفایاب فرمائے گا۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

عید الاضحیٰ کے موقع پر

قربانی کی کھالیں

مجلسِ احرارِ اسلام

کے شعبہ تبلیغ

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ

کو دیجیے

جملہ رقوم، عطیات، زکوٰۃ و عشر، صدقات
قیمت چرمِ قربانی بھیجنے کے لیے

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری
0278-37102053
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم ملتان	061 - 4511961 0300-6326621
مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار چناب نگر	047 - 6211523 0345-7594257
مدرسہ معمورہ دفتر احرار لاہور	042 - 35912644 0300-4240910
مولوی محمد طیب مدنی مسجد چنیوٹ	0321-7708157
دار العلوم ختم نبوت چیچہ وطنی	040 - 5482253
عبد الرحمٰن جامی جلال پور پیروالا	0301-7576369
مدرسہ معمورہ، میراں پور (میلسی)	0308-7944357
مدرسہ ختم نبوت گڑھا موڑ (میلسی)	0300-7723991
مدرسہ ابوبکر صدیق، تلہ گنگ	0300-5780390
ڈاکٹر عبد الرؤف جتوئی (مظفر گڑھ) ڈاکٹر ریاض احمد	0301-7465899 0301-5641397
رانا محمد نعیم (حاصل پور)	0334-7102404
مدرسہ ختم نبوت بورے والا (وہاڑی)	0300- 6993318
مدرسہ محمودیہ معمورہ، ناگڑیاں (گجرات)	0301-6221750
محمد اشرف علی احرار، فیصل آباد	0300- 7623619
محمد اصغر لغاری میر ہزار خان (مظفر گڑھ)	0333-6911112
عبد الکریم قمر (کمالیہ)	0333-6377304
مولانا فقیر اللہ رحمانی، رحیم یار خان	0301- 3660168
مولانا عبد العزیز، مدنی مسجد بہاولپور	0333-6397740
شفیع الرحمٰن احرار (کراچی)	0311-2883383

الداعی الی الخیر

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِىْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِىْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر وغم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین معلم اسلامیات Tel:041-8814908

دعاؤں کے طالب

CARE کیئر
PHARMACY فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُلِلّٰہ! فیصل آباد میں 9 برانچز آپ کی خدمت کیلئے 24 گھنٹے کھلی ہیں۔